انارکی کے بارے میں

والٹر سکاٹ

مترجم ظفر جمال

تعارف

نکولس والٹر کا شمار بر طانیہ کے سر کردہ انا رکسٹوں میں ہوتا ہے ۔

نکولس ہارڈی والٹر 1934 میں جنوبی لندن کے ایک ماہر اعصاب کے گھر پیدا ہوا ۔ان کے والد کا نام ولیم گرے والٹر تھا جوخود ایک سوشلسٹ تھے ۔ نکولس والٹر نے رینڈ کانب کالج اور ایکسٹر کالج آکسفورڈ سے تعلیم حاصل کی ۔پیشے کے طور پر اس نے صحافت کا شعبہ اختیار کیا ۔اس کا صحافیانہ کرئیرچار دھائیوں پر مشتمل ہے۔اس دوران وہ مختلف جرائد کا مدیر بھی رہا اورایک طویل مدت تک وہ فریڈم پریس اور ریشنلسٹ پریس سے بھی منسلک رہا ۔

ایک مصنف کی حثیت سے اس نےامن پسندی،آزاد خیالی اور انارکیت کے مختلف موضوعات پر درجنوں مضامین اور کتابچے لکھے ۔والٹر کی ایک اہم شناخت دو ہزار سے زائد وہ خطوط ہیں جو مختلف اخبارات اور جرائدمیں کسی موضوع پر بحث کے لیے یا احتجاج کے طور پر لکھے گئے ۔

ابتدا میں وہ لیبر پارٹی کا ممبر بھی رہالیکن 1959 میں پارٹی رکنیت سے مستعفی ہوگیا اور خود کو پارٹی سیاست کی پابندیوں سے آزاد انارکیت کے لئیے وقف کردیا ۔ایک انارکسٹ کی حثیت سے وہ تحریک کے سارے محاذوں پر سرگرم رہا۔وہ ایک مصنف، نظریہ ساز، پر جوش کارکن اور اعلی درجے کا مقرر تھا۔ 1961میں برٹرینڈ رسل کی تحریک پر کمیٹی آف ہنڈرڈ کی بنیاد رکھنے میں مرکزی کردار ادا کیا ۔ کمیٹی کامقصد

نیو کلیائی اسلحے پر پابندی اور جنگ کے خلاف پر امن جد جہد تھا ۔ اس کمیٹی کے اہم ممبروں اوپن ہائیم بھی شامل تھیں جن کے ساتھ نکولس نے 1962 میں شادی کی۔اس محاذ سے وہ ایک لمبا عرصہ جنگ کے خلاف اور امن کے لئیے جدو جہد میں شامل رہا ۔اس کی موت کے بعد علم ہوا کہ انھی سالوں میں قائم ہونےوالی "جاسوس کمیٹی "کی بنیاد رکھنے والوں میں بھی اس کا مرکزی کردار رہا۔اس کمیٹی نے

1963 میں نیو کلئیر جنگ کے حوالے سے برطانوی حکومت کی خفیہ دستاویزات چرانے کا بہادرانہ کام سر انجام دیا۔ان دستاویزات کے مندرجات کو 3000 پمفلٹ کی صورتوں میں لوگوں تک پہنچایا گیا جس کے نتیجے میں برطانوی حکومت عوام کی شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔
نکولس 1973 میں کینسر کے عارضے کا شکار ہو ا لیکن کمال ہمت سے آخر دم تک وہ ا اپنی ویل چئیر سے قلم کے ذریعے فکری محاذ پر سر گرم رہا۔ آخر کار 2000میں برطانیہ میں کینسر کے باعث اس کا انجام تمام ہوا۔

ابتدائی طور پر یہ تحریریں روز نامہ انڈی پنڈنس میں مضامین کی صورت میں شائع ہوئیں جنہیں فورا" ہی ایک کتابچے کی شکل دے دی گئی اورصرف چند ہفتوں میں ہزاروں کاپیاں فروخت ہو گئیں۔ اس کتابچے کے باعث نکولس کا نام انا رکسٹ حلقوں میں اس قدرمقبول ہوا کہ کئی انارکسٹ والدین نے بچوں کے نام نکولس رکھ لیئے ۔دور حاضر کے ایک سرکردہ انارکسٹ پیٹر مارشل کے بقول وہ آسکر وائلڈ اور والٹر نکولس کی وجہ سے ہی انارکیت کی طرف راغب ہوا ۔

اس کتابچے کی پہلی اشاعت 1969 میں ہوئی اور اب تک دنیا کی تقریبا" ہر اہم زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے ۔ہزاروں کی تعداد میں انارکسٹ اس سے مستفید ہوئے ہیں ۔ میرے نزدیک مقبولیت کی وجہ کتابچے کا اختصار ،جامعیت، اور تحریر کی سادگی ہے۔ اس میں انارکیت کے کم و بیش ہر اساسی مسئلے کو موضوع بحث بنایا گیا ہے ۔ نکولس ہر موضوع پر انارکیت کے ہر زاویہ نگاہ سے بحث کرتا ہے اور ہر سوال کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ قاری کے ذہن میں یہ وضاحت مزید سوال پیدا کرئے ۔ اس تحریر کے مطالعے سے ایک انارکسٹ قاری کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہو گا کہ اپنی فکر اور عمل کے حوالے سے کہاں کھڑا ہے۔اور آگے بڑھنے کے لیئے اسے کس سمت میں سفر کرنا ہے اور اسی حوالے سے یہ انا رکسٹ لیٹریچر کی اہم ترین دستاویزات میں سے ایک دستاویز شمار ہونی چاہیے۔
آج سے ٹھیک ایک صدی قبل انارکسٹ دیش شہید بھگت سنگھ نے کہا تھا کہ برصغیر میں لوگ انارکسٹ تحریک سے لا علم ہیں۔ اور آج بھی صورت حال مختلف نہیں ۔ اردو میں انارکیت پر کتب نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن ترجمے کا مقصد اس کمی کو پورا کرنا نہیں بلکہ اس کا مقصدخالص تحریکی ہے۔ پاکستان میں اس وقت بیس یا تیس افراد ایسے ہوں گے جو خود کو انارکسٹ کہتے ہیں یا انارکسٹ تحریک میں دلچسپی رکھتے ہوں گے مگر بد قسمتی سے ان میں بھی کوئی موثر رابطہ نہیں ۔ یہ کتابچہ ان دوستوں کے درمیان رابطے کی ایک انارکسٹ کوشش ہے ۔کم از کم یہ افراد اور نصف کے قریب ان کے دوست اس سے کچھ نہ کچھ استفادہ ضرور حاصل کریں گے۔

کسی بھی دوسری زبان سے ترجمے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ قاری کے دل میں اصل پڑھنے کی تحریک پیدا ہو یا پھر وہ زیر مطالعہ مسئلے پر مزید علم حاصل کرنے ضرورت محسوس کرے۔اگر کوئی دوست اس کے مطالعے سے انارکی کے بارے مزید جاننے کی کوشش کرے گا کہ توکسی حد ایک اہم مقصد کی تکمیل ضرور ہو گی۔

مترجم

ابتدائیہ

انارکیت کی تاریخ اگر باکونن کی انٹرنیشنل اول میں شمولیت سے شروع کی جائے تو جدید انارکسٹ تحریک کوآج پورے سو برس گزر چکے ہیں اس ملک میں بھی پچھلے نوے برس سے مستقل انا رکسٹ تحریک جاری ہے۔ اٹھارہ سو چھیاسی سے ابھی تک آزاد پریس بھی قائم ہے۔ایک طرف یہ ماضی توانائی اور حوصلے کا سرچشمہ ہے تو دوسری طرف بے دلی اور کم ہمتی کی وجہ بھی ہے خصوصا" اگر تحریری مواد کے حوالے جائزہ لئیا جائے ۔ ماضی کا انارکسٹ لٹریچر حال پر غلبہ پا چکا ہے اور مستقبل کے لیے لیٹریچر کی تخلیق کے راستے میں ایک رکاوٹ بن کر کھڑا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پیش رو انارکسٹوں نے بے بہا کام کیا ہے تاہم بیشتر اب دستیاب نہیں ہے اور باقی ماندہ موجودہ دور سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مزید برآں انگریزی میں شائع ہونے والی زیادہ تر تحریریں دوسری زبانوں سے ترجمہ شدہ ہیں

ایسا انارکسٹ لیٹریچر بہت کم ہے جسے ہم اپنا کہہ سکیں ۔ چنانچہ یہ تحریر ایک تازہ بیانیہ کی کوشش ہے اورخاص کر ساٹھ کی دہائی کے اختتام پر حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے، برطانیہ میں قارئین کے لئیے تحریر کیا گیا ہے ،ایک ایسے مقام اور موقع پر جب انارکیت میں دلچسپی کا احیا بھی ہو رہا ہو لیکن اس کے بارے میں ایک فرقہ بند دلیل کی شکل میں نہیں بلکہ مستقبل کے بارے میں عملی منصوبہ بندی کے حوالے سے

تحریر کیا گیا ہے۔

یہ بیان بنیادی طور پر ایک انفرادی نکتہ نظر ہے کیونکہ انارکی کا اہم جزو بھی یہی نکتہ ہے کہ انارکی انفرادی رائے پر انحصار کرتی ہے۔اس کا مقصد انارکیت میں غالب نقطہ نظر کا جائزہ لینا اور اسے کسی بھی تعصب کے بغیر بیان کرنا ہے۔ اسے سادہ زبان میں ،دوسرے مصنفین یا ماضی کے حالات و واقعات کےحوالوں کے بغیر تحریر کیا گیا ہے تا کہ با آسانی سمجھ آ سکے ۔اس کے مطالعے کے لیے ضروری نہیں کہ قاری انارکی کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ ہو۔

یہ تحریر ماضی میں لوگوں کے خیالات سے اخذ کی گئی ہے اس لیے مکمل اوریجنل ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی اور ناہی یہ انارکیت کے حوالے سے یہ حتمی حثیت کا درجہ رکھتی ہے ۔ انارکیت کوان تیس صفحات میں سمیٹنے کی بجائے اس پر مزید بہت کچھ زیادہ لکھا جا سکتا ہے اور بلاشبہ جلد ہی ماضی کی طرح انارکیت پر تحریریں اس بیان سے کہیں آگے بڑھ جائیں گی۔

میں کسی طرح کی اتھارٹی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ انار کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ کسی طرح کے ترجمان کی اتھارٹی کو بھی ردکرتی ہے ۔ اگر قارئین کے پاس اس پر تنقید کے لئے کچھ نہیں ہے تو سمجھوں گا کہ میں ناکام ہوگیاہوں ۔یہ کتاب انارکی کا ایک ذاتی بیان ہے جو دس سال انارکسٹ سرگرمیوں

میں حصہ لینے ، انارکسٹ پریس میں مضامین لکھنے اور پندرہ سال انارکسٹ لیٹریچر کے مطالعے اور بحث و مباحثے پر مبنی ہے

نکولس والٹر ۔ مئی 1969

1- انارکسٹوں کے خیالات

سترہویں اور اٹھارویں صدی کے انگلش اور فرانسیسی انقلابات میں متحرک انارکسٹوں کو اولین انارکسٹ کہا جاتا ہے.ان کے لیئے یہ اصطلاح تضحیک کے طور پر استعمال کی گئی کیونکہ وہ انتشار اور بے معنویت کے معنوں میں انارکی چاہتے تھے لیکن اب 1840 کے بعد سے انارکسٹ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ اصطلاح "لا حکومتی" کے معنوں میں اختیار کی ہے۔ یونانی لفظ "انارکھیا" اپنے متبادل انگریزی لفظ" انارکی" کی طرح دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انارکسٹوں کے علاوہ دوسرے لوگ اسے اول الذکر معنوں میں ہی استعمال کرتے ہیں جبکہ نراجیت پسند اس کی جدا شناخت رکھنے پر مصر ہیں۔ اب ایک صدی سے زاید انارکسٹ ایسے افراد ہیں جن کے لیے انارکسٹ کا معنی انتشار اور لاقانونیت نہیں اوران کا عقیدہ ہے کہ بنا حکومت سماج ہر صورت میں اس سماج سے بہترہو گا جس میں اس وقت ہمیں زندگی بسر کرنا پڑ رہی ہے ۔

تمام انسانی برادریوں نے کسی نہ کسی طریقے سے اتھارٹی اور حکم پسندی کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ انارکیت اس نفسیاتی ردعمل کی سیاسی توضیح و تشریح کا نام ہے۔ فطری طور پر انارکسٹ رجحانات کا حامل کوئی ایسی بات ماننے سے انکاری ہو گا یا کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتا جو محض کوئی دوسرا اسے سر انجام کرنے کے لیے کہے گا۔ تاریخ میں انفرادی اور گروہی دونوں سطح پر اپنے حکمرانوں کے خلاف انارکی کی عملی مثالیں موجود ہیں۔ فکری حوالے سے انارکی ایک قدیم تصور ہے۔ حکمرانی کے بغیر ماضی کے سنہری دور کا بیان ہمیں قدیم چین و بھارت، مصر و میسو پوٹامیہ اور یونان و روم کی فکری روایات میں ملتا ہے ۔
اسی طرح مستقبل میں بھی بنا حکومت ایک یوٹوپیا کی خواہش بیشتر مذاہب، سیاسی مفکرین اور انسانی برادریوں میں موجود رہی ہے لیکن موجودہ صورتحال میں انارکی کا اطلاق زمانہ حال کا سیاسی مظہر ہے۔
انیسویں صدی میں اس تصور نے ایک باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی کہ ہم انارکسٹ "ابھی اور اسی وقت" یعنی لمحہ حال میں حکمرانی سے پاک معاشرہ چاہتے ہیں
دائیں اور بائیں بازو کے دوسرے دھڑے صرف نظریاتی طور پر حکومت کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ایک صورت میں جب مارکیٹ اس حد تک آزاد ہو جائے کہ اس پر مزید نگرانی کی ضرورت باقی نہ رہے اور دوسری

صورت میں عوام اس درجہ مساوی ہو جائیں کہ ان پر قدغن بلا ضرورت دکھائی دے۔ لیکن ان دھڑوں کے اقدامات سے صرف حکومت ہی توانا ہوتی ہے۔ یہ صرف انارکسٹ ہیں اورصرف انارکسٹ ہی ہیں جو اپنی عملی جد وجہد میں بھی حکومت سے مکمل چھٹکارا چاہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم انسان کو فطرتاً نیک یا بھلا مانس تصور کرتے ہیں یا وہ ایک دوسرے کے مساوی و متماثل ہوتے ہیں یا ہمارانسانوں کی اصلاح پسندی پر یقین ہےاوراسی طرح انسان کامل تصور کو بھی درست مانتے ہیں یا پھر ہمارے خیال میں انسانوں کی تکمیل ممکن ہے۔ وہ اس طرح کی کسی بھی رومانی نامعقولیت پر یقین نہیں رکھتے۔ نراجیت پسندوں کے نزدیک انسان سماجی رجحان کے حامل ہوتے ہیں اوروہ اپنی زندگی کے معاملات خود سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ بیشتر لوگوں کے نزدیک حکمرانی ایک لازمی امر ہے کیونکہ آپ کچھ لوگوں پر بھروسہ نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے معاملات زندگی سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہوں لیکن انارکسٹوں کے نزدیک حکومت نقصان دہ ہے کیونکہ کسی پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی بھی دوسرے کے معاملات زندگی دیکھے یا ان کا خیال رکھ سکے۔ اگر تمام افراد اتنے ناقص ہیں کہ دوسرے لوگ ان کی زندگیوں پر حکمرانی کریں تو، انارکسٹ سوال اٹھاتے ہیں کہ پھر کوئی بھی فرد اتنا بہتر کیسے ہوا کہ وہ دوسروں پر حکمرانی کرے۔ "طاقت کرپٹ کرتی ہے اور لامحدود طاقت لامحدود طور پر کرپٹ کرتی ہے"۔

اسی طرح کرہ ارض کی مجموعی دولت نسل انسانی کی مجموعی محنت کا ثمر ہے۔ تمام انسانوں کا مساوی حق ہے کہ وہ اس محنت میں حصہ ڈالیں اور اس کے ثمرات سے مستفید بھی ہوں۔ انار کی ایک آئیڈیل ہے جو بیک وقت مکمل آزادی اور مکمل برابری کی متقاضی ہے

آزاد خیالی اور سوشلزم

انارکیت پسندی کو لبرل ازم یاسوشلزم یا پھر دونوں کی ترقی کے طور پر بھی سمجھا جا سکتا ہے ۔سو شلسٹوں کی طرح ہم بھی مساوات کے خواہاں ہیں اور آزاد خیالوں کی طرح ہم آزادی بھی چاہتے ہیں لیکن صرف سوشلزم سے یا پھر محض آزاد خیالی سے مطمئن نہیں ہو سکتے ۔ عدم مساوات کی صورت میں آزادی سے مراد ہو گی کہ غریب اور نادار لوگ، امرااور طاقتور لوگوں سے کم درجہ آزاد رہیں اور آزادی کے بغیر مساوات کا مفہوم ہو گا کہ ہم اجتماعی طور پر غلام ہیں ۔ برابری اور آزادی ایک دوسرے کی ضد نہیں، یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ آزادی بمقابلہ برابری کی روائتی بحث کی رو سے آزادی میں اضافہ عدم مساوات بڑھائے گا اور برابری میں اضافہ ازادی میں کمی کی صورت میں نکلتا ہے۔ انارکسٹ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ ایک کو رد کر کے دوسری صورت حاصل نہیں کر سکتے ،آزادی حقیقی نہیں ہو سکتی اگر کچھ افراد اس حد تک غریب یا نادار ہوں کہ اپنی آزادی سے بھرپور طور پر لطف اندوز بھی نہ ہو پائیں اور برابری بھی بے معنی رہے گی جب تک چند افراد پر دوسرے افراد کی

حکمرانی ہو ۔ نظریہ سیاست میں پیشرفت کے حوالے سے انارکسٹوں کی اہم ترین خدمت اسی حقیقت کا ادراک ہے کہ برابری اور آزادی اپنی اہمیت کے اعتبار سے اصلاً ایک ہی معنی رکھتے ہیں

انارکیت پسند انسانی ترقی کا ایک مختلف نظریہ رکھنے کی وجہ سے بھی سوشلزم اور آزاد خیالی سے الگ کھڑے ہیں۔لبرل کے خیال میں تاریخ انسانی ترقی کا ایک یک رخا اورا کہرا سفر ہے جو دور وحشت ، توہمات اورعدم برداشت سے علم ، تہذیب ، روشن خیالی ، رواداری اور بالاخر آزادی کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ تنزلی اور بہتری کے ادوار کے باوجود ، انسانی ترقی کا یہ سفر تاریک ماضی سے روشن مستقبل کی طرف رواں دواں ہے ۔ دوسری طرف سوشلسٹ تاریخ کو ایک جدلیاتی عمل قرار دیتے ہیں جو وحشی پن ،آمریت ،جاگیر داری اور پھر سرمایہ داری اور آخر کار پرولتاریت کی فتح اور سرمایہ داری نظام کے خاتمے کی صورت میں آگے بڑھ رہی ہے ۔انقلاب اور اس کے خلاف ردعمل کے باوجود یہ بہر حال ایک تکلیف دہ ماضی سے خوشگوار مستقبل کی طرف سفر ہے

انارکیت پسند ترقی کے ان تصورات کو قطعی مختلف زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔انہیں کسی بھی صورت میں یہ ترقی نظر نہیں آتی اور نہ ہی ہم تاریخ کو یک رخا یا پھر جدلیاتی ارتقاء کی صورت میں دیکھتے ہیں ۔ تاریخ ایک دوہرا عمل ہے ۔یہ دائمی طور پر ایک دوسرے کے متحارب حاکم اور محکوم ،رئیس اور مفلس ، حکمرانی کی خواہش سے مغلوب ،حکمرانی کا شکار لوگوں اور آزادی کی تڑپ رکھنے والوں ، اتھارٹی کے اصولوں اور آزادی ، حکمرانی اور بغاوت ،ریاست اور معاشرے کے درمیان کھینچا تانی کی کہانی ہے۔ یہ متحارب گروہ دائمی طور پر دوسرے کے خلاف ہیں اور یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہوئی۔ نسل انسانی کی یہ تحریک کبھی ایک سمت اور کبھی دوسری سمت کشمکش کی داستان ہے۔ حکمرانی کے پرانے دور کا اختتام یا نئے دور کا ظہور، ترقی کے لئیے پراسرار جست نہیں اور ناہی یہ ترقی کا مبہم حصہ ہے۔ اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں جو بظاہر دکھائی دے رہی ہے ۔ تاریخی واقعات کو صرف اسی حد تک خوش آئند کہا جائے جس حد تک وہ مجموعی انسانی آزادی اور برابری میں اضافے کے لئیے معاون ثابت ہو رہے ہوں ۔ ہم مستقبل کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتے اور نہ ہی یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا بہتری کی جانب رواں دواں ہے ۔ ہماری امید بس یہ ہے کہ علم اور شعور میں اضافے کے ساتھ انسان مزید با علم ہوجائے گا کہ وہ حاکمیت کی ضرورت یا طلب کے بنا ہی اپنی زندگی کےمعاملات خود سنبھال سکے۔
تاہم تاریخی طور پر سوشلزم اور لبرلزم ہی انارکیت کے ماخذ ہیں۔ لبرل ازم اور سوشلزم دونوں کی ابتدا انارکیت پسندی سے قبل ہوئی۔ انارکیت پسندی دونوں کے تضادات سے متشکل ہوئی۔ زیادہ تر انارکیٹ پسند ابھی تک سوشلزم یا پھر آزاد خیالی سے ہی اپنے سفر کا آغاز کرتے ہیں لیکن ان کی انقلاب کی خواہش شاذ ونادر ہی مکمل شکل اختیار کرتی ہےاور مکمل طور پر یہ انارکی میں پختہ ہوتی ہے اور اگر انارکسٹ لیبرل

ازم یا سوشلزم کسی ایک میں بھی موجود خصوصیت کو رد کرے تو اصل میں وہ انارکیت کو دھوکہ دے رہا ہو گا ۔ ایک معنوں میں انارکسٹ ہمیشہ آزاد خیال یا سوشلسٹ رہتے ہیں ۔ایک طرف ہم تقریر ،اجتماع ، طرز عمل اور خصوصا اختلاف رائے کی آزادی پر انحصار کرتے ہیں تو دوسری طرف ملکیت کی برابری ،انسانی یکجہتی اور خصوصاً اختیار کی سانجھے داری کو بھی مانتے ہیں۔ ہم لبرل ہیں لیکن ایک قدم بڑھ کر لبرل اور اسی طرح ہم سوشلسٹ بھی ہیں لیکن ایک درجہ زیادہ سوشلسٹ۔

لیکن نراجیت آزاد خیالی اور سوشلزم کا ملغوبہ بھی نہیں یعنی سوشل ڈیموکریسی اور فلاحی سرمایہ دارانہ نظام جو اس وقت ملک (برطانیہ) میں رائج ہیں۔ ہم نے ان سے جو بھی سیکھا اور ہم لبرل رویوں سے جس درجہ بھی قربت رکھتے ہوں، ہم بنیادی طور پر ان سے مختلف ہیں ۔حکومتی اداروں کو رد کرتے ہوئے ہم سوشل ڈیموکریٹ سے مختلف ہیں۔ آزاد خیال اور سوشلسٹ دونوں حکومت پر انحصار کرتے ہیں، آزاد خیال معاشی حوالوں سے آزادی کی حفاظت کرتے ہوئے ،لیکن برابری کو رد کرتے ہوئے اور سوشلسٹ برابری کی حفاظت کرتے ہوئے لیکن آزادی کی نفی کرنے کی وجہ سے۔ حتیٰ کہ انتہاپسند آزاد خیال یا سو شلسٹ بھی حکمرانی سے صرف نظر نہیں کر سکتے یعنی کچھ افراد کی کچھ لوگوں پر حکمرانی کا خواب۔ انارکیت کا جوہر کسی بھی شخص پر کسی بھی دوسرے کی حکمرانی کی نفی ہے اور اس جوہر سے تہی انارکی کسی بھی صورت میں انارکی نہیں ہوگی۔

جمہوریت اور نمائندگی

کئی افراد غیر جمہوری حکومت کے مخالف ہیں تاہم جمہوری حکومت کی مخالفت کے سبب بھی،انارکسٹ ان سے جدا شناخت رکھتے ہیں ۔ اسی طرح کچھ لوگ جمہوری حکومت کے بھی خلاف ہوتے ہیں لیکن انارکسٹ اپنی مخالفت میں ان سے بھی مختلف ہیں ۔اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ عوام کی حکمرانی کوحقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا وہ جمہوریت سے خوفزدہ ہیں، وہ یقین رکھتے ہیں کہ جمہوریت لوگوں کی حکمرانی نہیں اوریہ ایک منطقی مغالطہ ہے ، اصلا " جمہوریت کا وجود ممکن نہیں ۔ حقیقی جمہوریت ایک چھوٹی کمیونٹی میں ہی ممکن ہے جہاں ہر کوئی فیصلہ سازی کے عمل میں شرکت کرسکے لیکن ایسی صورتحال میں جمہوریت کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ جس کو جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے اور جو عوام کی، خود اپنے ذریعے حکومت بھی تصور کی جاتی ہے ، اصل میں عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کی حکومت ہوتی ہے۔ اس طرز حکمرانی کو "رضامندی کی امرا شاہی "کہنا بہتر ہوگا

ہمارے منتخب کردہ راہنماؤں کی حکومت عام طور پر ان حکمرانوں سے مختلف اور بہتر ہوتی ہے جو حکمرانی کے لیے خود کو منتخب کرواتے ہیں لیکن بہرصورت یہ بھی کچھ افراد کی دوسرے لوگوں پر حکمرانی ہی تصور

ہو گی ۔ جمہوری طور پر بہترین حکومت بھی اپنے احکامات کی تعمیل کے لیئے یا کچھ امور سے روکنے کے لیئے دوسرے لوگوں پر ہی انحصار کرتی ہے ۔ حکمرانی خواہ ہمارے نمائندوں کے ذریعے ہی کیوں ہو ،ہم بہرصورت حکمرانی کا شکار ہوں گے ۔جونہی وہ ہماری رضا کے برخلاف ہم پر حکمرانی شروع کر دیں وہ ہماری نمائندگی کے حق سے بھی محروم ہو جائیں گے ۔ بیشتر لوگ اس نکتے پر متفق نظر آتے ہیں کہ اگر کسی دور حکومت میں ہم شنوائی کے حق سے محروم ہو جائیں تو اس حکومت کی اطاعت ہم پر فرض نہیں رہتی۔ لیکن انارکسٹ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہتے ہیں اور بااصرار کہتے ہیں کہ کسی صورت میں اپنی منتخب کردہ حکومت کی پیروی بھی ہم پر فرض نہیں ہوتی، اسے ہم تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اسے منتخب کیاہے یا چناہے ۔ دوسری صورت میں ہم اسقدر کمزور ہوتے ہیں کہ اس سے نافرمانی کی طاقت نہیں رکھتے مگر اختلاف کی صورت میں اس کی پیروی بھی ہم پر فرض نہیں ۔زیادہ تر لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی تبدیلی کی صورت میں فیصلے سے قبل ان لوگوں سے رائے لی جانی چاہیے جن کا متعلقہ مسائل سے بلا واسطہ تعلق ہو ۔ انارکسٹ مزید ایک قدم بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ فیصلہ بھی خود انہی افراد کو کرنا چاہیے اور فیصلوں کے نتائج جانچنے کے لیئے ان کا اطلاق بھی خود انہی لوگوں کوکرنا چاہئے

یوں انارکسٹ سماجی معاہدےاور نمائندگی کا نظریہ بھی رد کرتے ہیں ۔بلا شبہ ایسے افراد کی تعداد قلیل ہوتی ہے جو نمائندگی کے مسائل میں دلچسپی رکھتے ہوں اور پھر ایسے افراد بھی تھوڑی تعداد میں ہی میسر ہوں گے جو یہ مسائل حل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہو ں لیکن ان مسائل کو حل کرنے کے لیئے ان کے انتخاب کی ضرورت نہیں۔ یہ افراد کسی نہ کسی طور خود ہی نمایاں ہو جائیں گے اور یہ سارا عمل کسی بھی بیرونی مداخلت کے بنا قدرتی اور خود کار طریقے سے ہونا چاہئے ۔بنیادی نکتہ یہ ہے کہ لیڈر اور ماہرین کو حکمرانی کے فریضے پر فائز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ لیڈر شپ اور ماہرین کی صلاحیتیں لازمی طور پر حکمرانی سے تعلق نہیں رکھتیں ۔نمائندگی کا طریقہ کار سہل اور سادہ ہو تو ایسی صورت میں ان ڈپٹی حضرات اور وفود کے ذریعے سے ہونی چاہیے جن کو اس کام کے لیے اختیار سونپا جائے اور وہ ضرورت پڑنے پر دوبارہ لوگوں کے سامنے پیش ہونے کے لئے رضامند بھی ہوں۔

بعض صورتوں میں منتخب کردہ راہنما اقتدار پر ڈاکہ ڈالنے والے رہنما سے بھی بدتر ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ مجرد دلائل ، دلکش اصطلاحات اور دلفریب الفاظ میں لپٹی ہوئی اتھارٹی کا پردہ چاک کرنا ایک مشکل کام ہے۔ چونکہ ہمیں چند برسوں کے وقفے سے اپنے رہنما منتخب کرنے کا موقع ملتا ہے اس لیئے ہم پر یہ فرض نہیں ہو جاتا کہ بقیہ مدت بھی ان راہنماوں کی پیروی میں ہی گزار دیں۔ اگر ایسا کرتے ہیں تو کسی اخلاقی وجہ سے نہیں صرف عملی مشکلات کی وجہ سے ہی ایسا ممکن ہوگا۔اسی لیئے انارکیت پسند حکمرانی کے مخالف ہیں خواہ یہ کسی بھی طریقہ کار کے تحت تشکیل پائے

ریاست اور طبقات

روایتی طور پر انارکسٹوں نے اتھارٹی کی ریاستی شکل کواپنی مخالفت کا ہدف بنایا ہے یعنی ایک ایسا ادارہ جو ایک مخصوص علاقے میں طاقت کے استعمال پر اجارہ داری کا دعویٰ رکھتا ہو کیونکہ یہ کسی معاشرے میں حاکمیت کی اعلی ترین شکل ،اس کا منبع یا اس کے نفاذ کا جواز بھی ہے ۔انارکیت پسندوں نے روایتی طور پر ریاست کی تمام اقسام کی مخالفت کی ہے۔ بادشاہتوں ، آمر وں اور فاتحین کی ہی نہیں روشن خیال آمریت کی مختلف شکلوں یعنی ترقی پسندانہ ملوکیت، جاگیر دارانہ اور تاجرانہ بادشاہی، پارلیمانی جمہوریت اور سوویٹ طرز حکمرانی اور اسی طرح کی دوسری شکلوں کی بھی ۔ انارکسٹوں کا نقطہ نظر ہے کہ تمام ریاستیں ایک جیسی ہوتی ہیں اور ان کے درمیان تفریق کا کوئی پیمانہ نہیں ۔

لیکن یہ ایک سادہ توجیہ ہے ۔بلا شبہ تمام ریاستیں ہی طاقت پسند ہوتی ہیں تاہم کچھ ریاستیں دوسری ریاستوں سے زیادہ طاقت پسند ہوتی ہیں ۔ ایک عام فرد ایسی ریاست میں رہنے کا خواہش مند ہو گا جو بہت زیادہ طاقت پسند نہ ہو، قدرے کم حاکمیت پسند ہو۔ مثال کے طور پر انارکیت پر تحریروں کی اشاعت ماضی کی بیشتر ریاستوں میں ممکن نہ تھی اور آج بھی مشرق و مغرب کی دائیں ،بائیں بازو کی بیشتر ریاستوں میں صورت حال کچھ زیادہ مختلف نہیں ۔ میں ایسی ریاست میں رہنے کو ترجیح دوں گا جہاں ان کی اشاعت ممکن ہو ۔ زیادہ تر قارئین بھی میری طرح سوچتے ہوں گے ۔

چند انارکسٹ ابھی تک ریاست کے مجرد تصور کے بارے میں ایک سادہ نقطہ نظر رکھتے ہیں ۔ مرکزی حکومت اور اس کے اداروں پر حملوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں ۔ یہ ادارے محض ریاست کا حصہ ہونے کی وجہ ہی سے اس پر انحصار نہیں کرتے، یہ کسی بھی معاشرے میں اتھارٹی کی انتہائی مثال بھی ہوتے ہیں ۔ہم ریاست اور معاشرے کا موازنہ کرتے ہوئے اسے معاشرے سے الگ نہیں دیکھتے بلکہ معاشرے کا جزو سمجھتے ہوے ایک اجنبی اورغیر ضروری اضافے کے طور پر دیکھتے ہیں ۔جارحیت کے جذبے کی طرح حاکمیت کی خواھش بھی قدرتی ارتقاء کی ایک شکل ہے لیکن ایسا طرز عمل جس پر قابو پانے اور اس سے بالاتر ہونے کی کوشش کی جانی چاہیے۔غلبے یا حاکمیت کا مسئلہ اسے ایک ادارہ جاتی شکل دینے سے ختم نہیں ہوگا ، ایک حل تلاش کرنا ہوگا جس کو بنیاد بناتے ہوے اور اداروں پر انحصار کیئے بغیر معاملات حل کیئے جا سکیں ۔

انار کسٹ حکومت کے جابرانہ اداروں کے خلاف ہیں۔ حکومتی ملازم، قوانین، پولیس، عدالتیں ،جیل، افواج وغیرہ اور ان اداروں کے خلاف بھی جو بظاہر قدرے افادیت کے حامل ہوں جیسے امداد یافتہ ادارے ،لوکل کونسلیں ،قومیائی گئی صنعتیں ، پبلک کارپوریشنز، بینک ، انشورنس کمپنیاں، پریس ، نشر و اشاعت ،اسکول اور یونیورسٹیاں وغیرہ بھی۔ ان اداروں کی بنیاد بھی رضا مندی پر نہیں جبر پر ہے اور آخرکار یہ بھی

طاقت کے سہارے پر کھڑے ہوتے ہیں ۔انارکسٹ با اصرار کہتے ہیں کہ موخرالذکر ادارے بھی اسی طرح کا آہنی شکنجہ ہیں لیکن ریشم میں لپٹا ہوا ۔

لیکن ریاست کی بل واسطہ اور بلا واسطہ اتھارٹی پر قائم ان اداروں کی ماہیت ، صرف منفی زاویہ نگاہ سے درست طور کر نہیں سمجھی جا سکتی۔ ریاستی اتھارٹی سے سے بلاواسطہ یا بالواسطہ جنم لینے والے ادارے درج بالا وجوہات کی بنا پر دو پہلووں کے حامل ہیں ، ایک منفی اور ایک مثبت پہلو ۔ان کا منفی لیکن مفید پہلو یہ ہے کہ یہ دوسرے اداروں کی اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہیں جیسے ظالم والدین ،لالچی لینڈ لارڈ، وحشی باس ،متشدد مجرم وغیرہ۔اسی طرح انکا ایک مثبت اور مفید پہلو یہ ہو گا کہ وہ پسندیدہ سماجی سرگرمیوں کی ترویج کریں مثلا مفاد عامہ کے ترقیاتی کام،قدرتی آفات میں بچاو، ذرائع ابلاغ کا فروغ ، کلچر اور صحت کی خدمات وغیرہ ۔اس حوالے سے آزاد ریاست، فلاحی ریاست ، آزادیوں اور برابری کے لیے سرگرم ریاستوں کی مثالیں موجود ہیں

لیکن اس مسئلہ پر انارکسٹوں کا پہلا ردعمل یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی جابرانہ ریاست کی مثال موجود ہے کہ ریاست کا بنیادی کردار لوگوں پر قابو پانا اور ان کی آزادی کو محدود کرنا ہے۔ یاد رہے کہ ریاست کے سارے فلاحی کام رضا کار انجمنیں انجام دے سکتی ہیں اور دیتی بھی رہی ہیں۔ اس حوالے سے ریاست کا کردار قرون وسطی کے چرچ کی مانند رہا ہے۔ اس دور میں بنیادی معاشرتی سرگرمیوں کے بغیر ایک چرچ کا تصور کرنا نا ممکن تھا۔ چرچ بپتسمہ،شادی اور وفات کے مناسک ادا کرواتے تھے لیکن چرچ کوبالاخر یہ ماننا پڑا کہ وہ آبادی، محبت اور موت کو کنٹرول نہیں کرسکتے۔ ہر پبلک سرگرمی کی سرکاری مذہب کی جانب سے تصدیق ضروری تھی (ان میں سے کچھ امور کے لیے یہ اب بھی ضروری ہے) لیکن عوام بھی سمجھ گئے کہ یہ کام چرچ کی سرپرستی کے باوجود بھی موثر ہیں۔ چرچ کمیونل زندگی کے ان پہلوؤں میں مداخلت کے ساتھ ساتھ انہیں کنڑول بھی کرتا تھا اور اب یہ مداخلت ریاست کے دائرہ اختیار میں شامل ہیں ۔عوام سمجھ چکے ہیں کہ چرچ کی شراکت نقصان دہ ہی نہیں غیر ضروری بھی ہے اور انہیں اب یہ سیکھنا ہے کہ ریاست کا غلبہ بھی سطحی اور قابل نفرت ہے ۔ریاست کی ضرورت اسی وقت تک محسوس ہوتی ہے جب تک یہ بات سوچ میں شامل رہے۔ ریاست کے ذمہ سارے وظائف اس کی اتھارٹی کے بغیر بھی اس طرح یا اس سے بہتر طریقے سے انجام دیئے جا سکتے ہیں

انارکسٹوں کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ریاست کا دوسرا کام عدم مساوات کی موجودہ صورت برقرار رکھنا بھی ہے۔ انارکسٹ مارکس وادیوں سے اتفاق نہیں رکھتے کہ معاشرے کی بنیادی اکائی طبقات ہیں لیکن بیشتر انارکسٹ اس پر متفق ہیں کہ ریاست سماج کے معاشی ڈھانچے کا سیاسی اظہار ہے یعنی یہ ان لوگوں کی نمائندہ ہے جو کمیونٹی کی دولت کے مالک یا اسے کنٹرول کرتے ہیں ۔وہ استحصال پسند ہوتے ہیں کیونکہ وہ دولت کی تخلیق کے لیے کوئی کام نہیں کرتے۔ ریاست دولت کو ایمانداری سے تقسیم نہیں کر سکتی کیونکہ

یہ غیر منصفانہ تقسیم کی ایجنسی ہے ۔انارکیت پسند مارکسیوں کے ساتھ متفق ہیں کہ موجودہ سسٹم کو تباہ کردینا چاہیے لیکن وہ اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ مستقبل کا سوشلسٹ نظام محض حکومت نئے اور مختلف ہاتھوں میں ہونے کے باعث تشکیل دینا ممکن ہوگا۔ ریاست کے زیر سایہ پرورش پانے والا ایک غیر طبقاتی معاشرہ بھی جلد ہی دوبارہ طبقاتی شکل اختیار کرے گا ۔ ریاست کا شیرازہ خود بخود اپنے طور نہیں بکھرے گا۔ یہ لوگوں کی طاقت کے بل بوتے پر، حکمرانوں سے اختیار اور امرا سے دولت چھیننے سے ہی منہدم ہوگی اور یہ دونوں کام ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ایک کے بنا دوسرا بے نتیجہ ثابت ہو گا ۔انارکی کا درست مفہوم حکمرانوں اور امراء سے پاک سماج ہے

تنظیم اور افسر شاہی

اس سے مراد یہ نہیں کہ انارکیت پسند تظیم کو رد کرتے ہیں ۔ا نارکیت کے خلاف مضبوط ترین تعصب بھی یہی ہے اور عوام یہ تعصب قبول کرنے کے لئیے تیار بھی رہتے ہیں لیکن ا نارکی سیاسی انتشار کا نام نہیں ۔ انارکسٹ بد انتظامی اور انتشار نہیں چاہتے ، وہ حکومت کے بغیر تنظیم و ترتیب کے قائل ہیں ۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ انارکی سے مراد ایسی صورت حال ہے جو ایک خود رو طریقے سے فطری طور پر ظہور پذیر ہو چنانچہ انار کست تنظیم کے خواہاں نہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے ۔وہ اس سے کہیں بڑھ کر تنظیم و ترتیب کے خواہاں ہیں ، لیکن کسی اتھارٹی یا حکم کے بغیر تنظیم ۔ انارکسٹوں کے خلاف تعصب اصل میں تنظیم کے حق میں ایک دائمی تعصب سے جنم لیتا ہے ،عوام یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تنظیم صرف اتھارٹی پر ہی منحصر نہیں اور یہ کسی اتھارٹی کے بنا موثر ترین بھی ہو گی ۔

معمولی غور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جبر کو رضامندی میں بدلنے سے منصوبہ بندی اور بحث و تمحیص میں بے حد اضافہ ہوگا ۔کسی بھی فیصلے سے متعلق افراد فیصلہ کرنے کے عمل میں بھی شرکت کریں گے اور کوئی کام بھی تنخواہ دار ملازمین یا سیاستدانوں کو نہیں سونپا جائے گا ۔ قوانین اور طریقہ کار کی پابندی سے آزاد ہر فیصلہ ایک نیا فیصلہ ہوگا ۔قوانین اور رہنماؤں کی پیروی سے چھٹکارے کی وجہ سے ہر فرد اپنی ذہن سازی کی طرف مائل ہو گا۔ معاملات کو جاری رکھنے کے لیے افراد کے درمیان رابطوں کی پیچیدگی میں اضافہ ہوگا کمی نہیں ۔ تنظیم کی شکل ڈھیلی اور کسی حد تک کم موثر ہو سکتی ہے لیکن یہ متعلقہ لوگوں کی ضروریات اور احساسات کے قریب ترین ہوگی۔ اگر پرانے طرز کی تنظیم یعنی اتھارٹی اور جبر سے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اسے خدا حافظ ہی کہہ دینا بہتر ہوگا

انارکسٹ تنظیم کی ادارہ بندی کو رد کرتے ہیں جیسےدوسرے لوگوں کو منظم کرنے کے لئے ایک بیوروکریسی وغیرہ کے خاص گروپ تشکیل دینا ۔انارکسٹ تنظیم اوپن اور لچکدار ہوگی جس کا مقصد لوگوں کو منظم کرنا ہوگا۔ جو نہی کوئی تنظیم سخت گیر اور پابند ہو جائے تو یہ بیوروکریسی کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے اور ایک مخصوص کلاس کی آلہ کار بن جائے گی ۔ معاشرتی اکائیوں کے درمیان رابطے کی جگہ اتھارٹی کے اظہار کی

طرف پلٹ جاتی ہے ۔ہر گروپ شہنشاہی رویوں کی طرف راغب ہو جائے گا۔ کچھ چنیدہ افراد کی رہنمائی سے ہر تنظیم بیوروکریسی کا روپ دھارنے کی طرف مائل ہو جائے گی یعنی پیشہ وروں کی حکمرانی وغیرہ ، ایک انارکست کو ہمیشہ ان کے خلاف سرگرم رہنا چاہیے حال اور مستقبل د ونوں میں ، اپنے میں بھی اور دوسروں میں بھی۔

جائیداد

انارکسٹ جائیداد کو رد بھی نہیں کرتے تاہم اس کے بارے میں ہمارے مخصوص خیالات ہیں۔ ایک معنوں میں جائیداد ڈاکہ ہے یعنی جب کوئی فرد دوسرے افراد کو ضرورت سے محروم کرتے ہوئے اپنے تخصیصی حقوق قائم کر لے ۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم کمیونسٹ ہیں، مراد یہ ہے کوئی بھی شخص جائیداد پر خصوصی حق نہیں رکھتا، خواہ اس نے تعمیر کی ہے ،اس نے موصول کی ہے ،اس کو خریدا ہے ، اس کو دی گئی تھی یا وہ اسے استعمال کر رہا ہے یا وہ اس کی خواہش رکھتا ہے یا پھر اس کے پاس اس کے قانونی حقوق ہیں ۔ اس کا انحصار صرف اس پر ہے کہ کیا اسے اس کی ضرورت ہے ،خصوصا" کیا وہ دوسروں سے زیادہ ضرورت مند ہے ۔یہ انصاف کے مجرد اصولوں یا قدرتی قوانین کا مسئلہ نہیں ہے، یہ انسانی یکجہتی اور واضح طور پر عقل سلیم کا دائرہ ہےکہ اگر میرے پاس روٹی کا ٹکڑا ہو اور بھوکے آپ ہو ں تو یہ آپ کا حق ہے میرا نہیں، اگر میں ایک مکان کا مالک ہوں اور آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تو آپ کوکم از کم ایک کمر ہ استعمال کرنے کی اجازت ہونی چاہیے، اگر میں ایک عدد کوٹ کا مالک ہوں اور ٹھٹھر آپ رہے ہوں تو کوٹ کا تعلق آپ سے ہے۔ لیکن دوسرے معنوں میں پراپرٹی آزادی کا درجہ بھی رکھتی ہے اشیا سے نجی طور پر لطف اندوز ہونےکی ازادی وغیرہ۔ ایسی صورت میں گھروں کی ایک بڑی تعداد اور ضروریات زندگی کی سپلائی افراد کی خوشگواری زندگی کے لئیے لازمی شرط ہوگی۔

انارکست ایسی نجی جائیداد کے حق میں ہیں جسے ایک فرد دوسروں کے استحصال کے لئے استعمال نہ کر سکے مثال کے طور پر ایسی ذاتی ملکیتی چیزیں جو ہم بچپن سے جمع کرتے آئے ہیں اور اب ہماری زندگی کا حصہ بن چکی جاتی ہیں۔ ہم جس کے خلاف ہیں وہ پبلک جائیداد ہے جو اپنی حیثیت میں قابل استعمال نہیں ہوتی اور صرف دوسروں کے استحصال کے لیے استعمال کی جاتی ہے جیسے زمین اور عمارتیں،پیداوار اور نقل حمل کے ذرائع ،خام مواد اور تیار شدہ اشیاء، روپیہ اور سرمایہ ۔اس مسئلہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ایک فرد اسی پر حق رکھتا ہے جسے وہ پیدا کرے نہ کہ دوسروں کی محنت سے حاصل کرتا ہے۔ اسے اس چیز کا حق حاصل ہے جس کی اسے ضرورت ہو اور وہ استعمال میں بھی لاتا ہو لیکن وہ اشیا نہیں، جنہیں وہ استعمال نہیں کر سکتا اور جن کی اسے ضرورت بھی نہیں ۔اگرکسی بھی فرد کے پاس ضرورت سے زائد آ جائے تو وہ اس کا ضیاع شروع کر دے گا یا وہ دوسروں کو استعمال سے روک دے گا ۔

چنانچہ امراء کا اپنی جائیداد پر حق اس لئیے نہیں ہوتا کہ وہ دوسرے افراد سے زیادہ محنت کی وجہ سے امیر ہوتے ہیں ۔ یہ اس لئیے ہے کہ دوسرے بہت سارے لوگ ان کے لئیے محنت کرتے ہیں اور غربا کا امیروں کی جائیداد پر حق اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ وہ تھوڑی محنت کرنے کے باعث غربت کا شکار ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اوروں کے لئیے محنت کرتے ہیں۔ بلاشبہ غریب لوگ امرا سے زیادہ طویل گھنٹوں کے لیے بے معنی اور بور جگہوں پر کام کرتے ہیں ۔کوئی بھی محض اپنی محنت کے بل بوتے پر دولت مند نہیں ہوتا اور نہ ہی دولت مند رہ سکتا ہے، صرف دوسروں کی محنت کا استحصال کر کے دولت حاصل کی جاتی ہے۔ ایک فرد گھر کا یا زمین کے ٹکڑے کا مالک ہو سکتا ہےاور اپنے پیشہ وارانہ اوزار کا مالک یا پھر ساری زندگی صحت مند رہ سکتا ہے کہ اپنی خواہش کے مطابق محنت بھی کر سکتا ہے لیکن یوں تھوڑا سا مزید پیدا کر کے بھی وہ محض اپنے خاندان کی ضرورت ہی پوری کر سکے گا اور خود انحصاری تک نہیں پہنچ پائے گا ۔اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اسے دوسروں کی پیداوار پر انحصار کرنا پڑے گا اور اپنی پیداوار کا دوسروں سے تبادلہ کرے گا ۔

پبلک پراپرٹی صرف ملکیت کا ہی مسئلہ نہیں یہ دوسروں پر اختیار یا ان کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ استحصال کرنے کے لئے جائیداد کی ملکیت ضروری نہیں ۔امرا نے جائیداد کا انتظام سنبھالنے کے لئیے ہمیشہ دوسرے لوگوں کو استعمال کیا ہے اور اب گمنام کارپوریشنیں اور ریاستی تجارتی منصوبے انفرادی مالکوں کی جگہ لے رہے ہیں۔ مینجر لوگوں کی محنت کا استحصال کرنے کے لیےلیڈر کا کردار نبھا رہے ہیں۔ ترقی یافتہ اور پسماندہ ، سرمایہ دار اور کیمونسٹ دونوں ممالک میں ایک معمولی اقلیت ابھی تک مالک ہے اور عوام کی ملکیت کا ایک غالب حصہ ان کے تصرف میں ہے۔
بظاہر ایک سیاسی اور قانونی مسئلہ نظر آنے کے باوجود یہ ایک سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ زمین کا ٹھیکہ داری نظام یا محصولات اکٹھے کرنے کا نظام یا وراثت کے قوانین یا دولت کی تقسیم مسئلے کی جڑ نہیں ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب تک چند لوگ دوسرے لوگوں کے لئیے محنت کرتے رہیں گے تب تک دوسروں کے تابع رہیں گے ۔انارکسٹ کہتے ہیں کہ اگر ہم امرا اور طاقت ور لوگوں کے لیے کام کرنا بند کر دیں تو جائیداد تحلیل ہو جائے گی اور حکمرانوں کی تعمیل چھوڑ دیں تو اتھارٹی یا اختیارات ختم ہو جائیں گے۔ انارکستوں کے نزدیک جائیداد کی جڑیں اتھارٹی میں پیوست ہیں، اور یہی سچ ہے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ۔قابل غور نکتہ یہ ہے کہ لینڈ لارڈ کے لیے خوراک کون بہم پہنچاتا ہے یا ایک مزدور کی وجہ سے اس کے مالک کی جیب میں پیسے کیسے پہنچتے ہیں ، وہ ایسا کیوں کرتے ہیں یہی اصل سیاسی نقطہ ہے۔
کچھ لوگ پراپرٹی کے مسئلے کا حل قوانین کی تبدیلی یا حکومت کی تبدیلی کی صورت میں تجویز کرتے ہیں، قانونی اصلاحات بروئے کار لاتے ہوئے یا انقلاب کے ذریعے سے۔ انارکسٹ اس طرح کے حل پر یقین نہیں رکھتے لیکن سارے ایک حل پر متفق بھی دکھائی نہیں دیتے۔ انار کست ہر شے کی لوگوں میں مساوی

تقسیم چاہتے ہیں تاکہ دنیا کی دولت میں سے ہر ایک کو برابر کا حصہ مل سکے اور دولت کا کثیر حصہ چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو پائے ۔وہ پابندیوں سے آزاد تجارتی نظام چاہتے ہیں لیکن زیادہ تر انارکسٹوں کا اس پر بھی اعتبار نہیں ، وہ ہر حال میں ضرورت سے زائد جائیداد رکھنے والوں کی بے دخلی چاہتے ہیں تاکہ دنیا کی دولت تک ہم سب کی رسائی مساوی ہو اور زمینی دولت کا کنڑول کمیونٹی کے ہاتھ میں ہو۔ لیکن کم از کم اس بات پر بیشتر کا اتفاق ہے کہ جائیداد کا موجودہ نظام تباہ کر دیا جائے تاکہ اتھارٹی اور حکمرانی کے موجودہ نظام سے بچا جا سکے

خدا اور چرچ

روائتی طور پر انارکسٹ پادریوں کے مخالف رہے ہیں اور دہریے رہے ہیں اور اسی شدت کے ساتھ ریاستی مذاہب کے بھی خلاف رہے ہیں۔ وہ ہر طرح کی آقائیت کے خلاف ہیں ۔لوگ انارکیت کی طرف پہلے قدم کے طور پر اپنا عقیدہ چھوڑتے ہیں اور پھر عقلیت پسندی اور انسانیت پسندی کی طرف راغب ہوتے ہیں اور یوں روایتی اور مذہبی اتھارٹی رد کرنے سے انسانی اتھارٹی بھی رد ہوتی ہے۔ آج کے دور میں سارے انارکسٹ ہی دہریے اور تشکیک پسند ہیں تاہم مذہبی عناصر بھی موجود رہے ہیں لیکن وہ زیادہ تر انارکیت کے مرکزی دھارے سے باہر رہے۔ اس کی واضح مثال عیسائیت کے کچھ انحرافی گروہ ہیں جنہوں نے انیسویں صدی سے پہلے انارکسٹ تصورات کی بنیاد رکھی ۔ اسی طرح انیسویں اور بیسویں صدی کے یورپ اور شمالی امریکہ میں، مذہبی امن پسندوں کے گروہ بھی اسی کی مثال ہیں، خصوصا"بیسویں صدی کے ابتدا میں ٹالسٹائی اور اس کے پیرو کار ، 1930 کے امریکہ میں کیتھولک چرچ کی تحریک نمایاں مثالیں ہیں۔ امریکہ میں چرچ کے خلاف نفرت کی شدت میں کمی چرچ میں زوال کے سبب آئی ہے۔ زیادہ تر انارکسٹ اب اسے ذاتی مسئلہ سمجھتے ہیں اور طاقت کے ذریعے مذہب کی حوصلہ شکنی کے مخالف ہیں،وہ طاقت کے بل بوتے پر مذہبی احیا کے بھی خلاف ہیں ۔وہ ہر ایک کو اپنا عقیدہ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں جب تک یہ دوسروں کے عقائد میں مخل نہ ہو لیکن ان کے خیال میں چرچ کی طاقت موجودہ طاقت سے زیادہ نہیں بڑھنی چاہیے۔ مذہب کی تاریخ بھی حکومت کی تاریخ کے لئے ایک ماڈل ہے جب ایک بار یہ سوچ لیا گیا کہ معاشرہ مذہب کے بغیر چل سکتا ہے تو معاشرے کو حکومت کے بغیر بھی چلایا جائے چنانچہ ہمیں اب ریاست کو ختم کر دینا چاہیے

جنگ اور تشدد

انارکسٹ ہمیشہ جنگ کے خلاف رہے ہیں لیکن تشدد کی مخالفت پر سب متفق نظر نہیں آتے۔ وہ فوج کشی کے مخالف ہیں لیکن ضروری نہیں کہ امن کے خواہاں بھی ہوں ۔انارکسٹوں کے نزدیک جنگ کسی بھی کمیونٹی کی طرف سے اپنی حدود کے باہر حاکمیت قائم کرنے کی ایک شدید ترین مثال ہے اور جنگ

معاشرے کے اندر بھی طاقت حاصل کرنے کی تحریک ہے ۔منظم تشدد اور جنگ کی تباہ کاریاں منظم ریاست کے ورژن یا پہلو ہیں ۔اسی طرح جنگ ریاست کو صحت عطا کرتی ہے۔ انارکسٹ تحریک جنگ کی تیاری اور جنگ کے خلاف مزاحمت کی ایک مضبوط روایت رکھتی ہے ۔کچھ انارکسٹ جنگ کے حامی بھی رہے لیکن وہ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی نظر میں باغی رہے ۔قومی جنگوں کی مخالفت انارکسٹ صفوں میں اتحاد کا ایک بنیادی نکتہ ہے

لیکن انارکسٹ طبقات کے درمیان سول وار اور قوموں کے درمیان جنگ کے میں تفرق کرتے ہیں۔
انارکسٹوں نے بغاوتوں اور خانہ جنگیوں میں مثالی کردار ادا کیا ہے خاص کر روس اور سپین میں۔ وہ ان محاذ آرائیوں کا حصہ ہونے کے باوجود کبھی اس دھوکے کا شکار نہیں ہوئے کہ محض جنگ کے نتیجے میں ہی انقلاب آ جائے گا، تشدد پرانے نظام کو ختم کرنے کے لئیے ضروری ہو سکتا ہے لیکن یہ نئے نظام کی تشکیل کے لئے بے فائیدہ اور نقصان دہ ثابت ہو گا۔ عوامی فوج ایک حد تک حکمران طبقے کو ختم کر سکتی ہے لیکن آزاد معاشرے کی تشکیل میں کوئی مدد نہیں کرے گی ۔ جنگ میں فتح اس وقت تک لا حاصل ہوگی جب تک آپ امن کو نہ حاصل کر سکیں

کئی انارکسٹوں نے سوال اٹھایا ہے کہ آیا تشدد کا کوئی مثبت کردار بھی ہے ۔ یہ ریاست کی طرح ایک خارجی یا معروضی قوت نہیں جس کے نتائج کا انحصار اس کے استعمال پر ہو۔ اگر نیک نیت لوگ تشدد کریں گے تو کیا اس کے نتائج بھی درست ہوں گے ، یقینا ایک مظلوم کا تشدد ایک ظالم کے تشددجیسا نہیں ہوتا۔ اگر یہ تکلیف دہ اور اذیت ناک صورتحال سے نکلنے کا بہترین طریقہ ہو تو بھی یہ دوسرے درجے کا بہترین طریقہ ہی ہو گا ۔تشدد موجودہ معاشرے کا ناخوشگوار پہلو بھی ہے، اس کا مقصد جس قدر بھی بھلا ہو یہ ایک ناخوشگوار پہلو ہی رہے گا ۔یہ موزوں ترین صورت حال میں بھی مقاصد کو تباہ کر دیتا ہے جیسا کہ انقلاب کی صورت حال میں ۔ تاریخ کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ تشدد انقلاب کی ضمانت نہیں ہو سکتا اس کے برعکس جس قدر زیادہ تشدد ہو گا انقلاب اسی قدر کم ہو گا

غیر انارکسٹ افراد کو یہ باتیں بے معنی محسوس ہوں گی۔ انارکسٹوں کے خلاف پائے جانے والے تعصبات میں سے اہم ترین تعصب بھی یہی ہے کہ انارکسٹ متشدد ہوتے ہیں، ان کا اپنے لباس میں بم چھپائے پھر نا ایک 80 سال پرانا تعصب ہے لیکن ابھی تک توانا ہے۔ بہت سے انارکسٹوں نے تشدد کی حمایت کی اور کچھ عوامی شخصیات کے قتل میں بھی ملوث رہے ،سپین میں عوام کو دہشت زدہ کرنے کی حمایت بھی کی۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نظام کو تباہ کرنے کے لئے یہ انارکیت کا ایک تاریک پہلو ہے ۔یاد رہے یہ محض اس کا ایک روپ ہے اور غیر اہم بھی ہے ۔ زیادہ تر اناکسٹوں نے غیر ضروری تشدد کی مخالفت کی ہے ۔ تشدد صرف اس صورت میں وقوع پذیر ہوتا ہے جب لوگ حکمرانوں اور تشدد کرنے والوں سے چھٹکارا پا رہے ہوں۔

تشدد کے مرکزی آلہ کار ایسے افراد رہے ہیں جو حکمرانی کی اتھارٹی کو قائم رکھتے ہیں اور وہ نہیں جو اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ایک صدی قبل مایوسی سے بے بس ہونے والے جنوبی یورپ کے نوجوان بڑے بم باز نہیں تھے، دنیا کی تاریخ میں ہر ملک کی فوجی مشینری ہی متشدد رہی ہے۔کوئی بھی انارکسٹ حملے اور بم کی ہم سری نہیں کر سکتا اور نا ہی ہٹلر یاسٹالن کا کسی راواچول یا بانٹ سے موازنہ کی جا سکتا ہے۔ ہم کارکنوں کو فیکٹریوں اور زمین پر قبضہ کرنے، کھڑکیاں توڑنے یا مزاحمتی مورچے بنانے کی ہمت افزائی تو کرسکتے ہیں لیکن انارکسٹوں کے پاس بم، طیارے ، پولیس ،جیلیں ،فائرنگ دستے،گیس چیمبر اور پھانسی دینے والے نہیں ہوتے۔ انارکسٹوں کے نزدیک تشدد ایک فرد کی طرف سے دوسرے کے خلاف طاقت کے استعمال کی انتہائی شکل ہے اور انارکسٹ ہرطرح کی انتہا پسندی کے خلاف ہیں۔

کچھ انارکست امن پسند رہے ہیں گو یہ رویہ زیادہ عام نہیں ۔کئ امن پسند وں نے بھی انارکی اختیار کی ہے۔ کئ انارکسٹ امن پسندی کی طرف مائل ہو رہے ہیں باوجود اس کے کہ دنیا تباہی کیطرف جا رہی ہے ۔ خاص طور پر یہ گاندھی اور ٹالسٹائی کی جارحانہ امن پسندی کی طرف راغب ہوئے ہیں، عدم تشدد کو ایک بلاواسطہ تیکنیک استعمال کرتے ہوئے ۔ بہت سے انارکسٹوں نے جنگ مخالف تحریکوں میں حصہ لیا اور ان پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں ۔انارکسٹوں کی کثیر تعداد ہمیشہ امن پسند تحریکوں میں شامل رہی ہے لیکن بیشتر انارکسٹ ،امن پسندی میں سنجیدہ دلچسپی رکھنے والے انارکسٹ بھی اس تحریک کو تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں ،خاص کر ہر طرح کے حالات میں، ہر طرح کے افراد سے اور ہر طرح کے تشدد کے مکمل خاتمے کے حوالے سے اسے بے محل سمجھتے ہیں ۔وہ اس نکتہ نظر کو محدود سمجھتے ہیں کہ تشدد کے خاتمے سے ہی معاشرے کی کایا کلپ ہو جائے گی ۔ امن پسند تشدد کو اتھارٹی کا ایک کمزور پہلو گردانتے ہیں جبکہ انارکسٹوں کے نزدیک تشدد اتھارٹی کا ایک طاقتور جزو ہے ، وہ امن پسندی کے اخلاقی پہلو سے بیزاری محسوس کرتے ہیں اور خاص کر خود راستبازی ،راہبانیت اور زندگی کی نزاکت بھری تشریحات اور نقطہ نظر کے خلاف ہیں ۔ مختصرا" انارکسٹ فوج بندی کے قطعی خلاف توہیں لیکن امن پسند نہیں ہیں

فرد اور معاشرہ

نوع انسانی کی بنیادی اکائی یعنی افراد ہی انسانی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔ معاشرہ افراد کے مجموعے کے سوا کچھ نہیں۔ معاشرے کا بنیادی مقصد انسانوں کو بھرپور زندگی مہیا کرنا ہے۔ انارکسٹ نہیں مانتے کہ لوگوں کے کچھ فطری حقوق بھی ہیں لیکن اس اصول کا اطلاق ہر فرد پر ہو گا، افراد حقوق کے مالک نہیں ہوتے لیکن کسی دوسرے کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ کسی فرد کو کسی کام سے روکے ۔کوئی عمومی ارادہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی سماجی اقدار جنہیں ہمیں ماننا چاہیے۔ ہم برابر ہیں لیکن مماثل نہیں ہیں۔ مقابلہ

اور باہمی مدد، برداشت اور عدم برداشت ،علم پسندی اور بغاوت یہ سب قدرتی طرز عمل کی شکلیں ہیں لیکن ان میں سے کچھ بھرپور زندگی میں معاون اور کچھ رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں۔ انارکسٹوں کے نزدیک اس صورت حال کی ضمانت دینے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر ممبر کے لئے یکساں آزادی یقینی بنائی جائے۔

اس لیے اخلاقیات کے روایتی معنوں میں ہمارے پاس کوئی وقت نہیں۔ہماری اس میں دلچسپی نہیں کہ لوگ اپنی زندگی میں کیا کرتے ہیں اور ہر فرد کووہ کچھ کرنے کی آزادی ہونی چاہئے جو وہ کرنا چاہے۔ بناؤ سنگھار، زبان و ادب وغیرہ اور اس طرح کے دوسرے معاملات ذاتی ترجیحات کی ذیل میں آتے ہیں۔

جنسی معاملات بھی اسی طرح ہے ۔ ہم آزاد محبت کے قائل ہیں لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم رنڈی بازی ،لذت پسندی کی تبلیغ کرتے ہیں ۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہم محبت میں آزاد ہیں ۔ طوائف بازی اور زنا کے سوا ہم اپنا طرز عمل اختیار کرنے میں آزاد ہیں

پر لطف زندگی اگر ایک فرد کے لئے موزوں ہو سکتی ہے توانتہائی پرہیزگاری کی زندگی دوسرے افراد کے لیے بہتر ہو سکتی ہے ۔ انارکسٹوں کے نزدیک ایسی دنیا بہتر ہوگی جس میں لوگ جبلتوں کے مطابق زندگی گزار سکیں جس کے نتیجے میں حسد پر مبنی افواہ بازی کم ہو ۔دوسرے معاملات پر بھی اسی اصول کا اطلاق ہوتا ہے لوگ خود کو شراب یا کیفین، چرس یا بھنگ یا دوسری چیزوں میں مبتلا کر سکتے ہیں ۔ہم انہیں سزا دینا تو درکنار انہیں منع بھی نہیں کر سکتے، ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر فرد کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اپنی مرضی سے عبادت اختیار کر سکے یا اپنے لئیے کوئی مختلف طرز زندگی اختیار کرے۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ ناراض ہوں، اہم یہ ہے کہ لوگوں کو نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ افراد کے ذاتی کردار کے بارے میں تشویش نہیں ہونی چاہیے ،تشویش صرف ایک طاقت پرست معاشرے میں پائی جانے والی مجموعی ناانصافی کے بارے میں ہونی چاہیے ۔بلاشبہ انسانی آزادی کی سب سے بڑی دشمن ریاست کی غلبہ کن قوت ہے لیکن انار کسٹ غلبے کی ہر دوسری صورت کے بھی خلاف ہیں جو افراد کی ازادی کو محدود کرے، وہ خاندان میں، اسکول میں ،کام کی جگہ پر ، ایک فرد کو آزادی بہم پہنچانے والی ہر کوشش کے ساتھ کھڑے ہیں ۔یہ سمجھنے کے لئے کہ فرد کو زیادہ سے زیادہ آزادی فراہم کرنے کے لئے معاشرہ کس طرح تشکیل دیا جائے ہمیں یہ جائزہ لینا ہوگا کہ فرد اور معاشرے کے درمیان تعلق کن عوامل کی بنا پر استوار ہوتے ہیں۔

2-انارکسٹوں کے اختلافات

انارکسٹ باہمی اختلافات کی وجہ سے بد نام زمانہ ہیں۔ لیڈر شپ ، درجہ بندی ، روایات، سزا و جزا ، پالیسی اور پروگرام وغیرہ جیسے تصورات یکسر رد کرنے کے باعث یہ اختلافات قدرتی دکھائی دیتے ہیں اور اگر مقصد بھی اتھارٹی کی مکمل نفی ہو تو ان کا مستقل عدم اتفاق کی حالت میں رہنا ایسی کوئی حیران کن بات بھی نہیں۔ اس کے باوجود انارکیت پسندی کی کئی ایک مکمل شکلیں ہیں جن کے حوالے سے انارکیت پسند اپنی انارکی کا اظہار کرتے ہیں

فلسفیانہ انارکیت پسندی

فلسفیانہ انارکیت پسندی ہی انارکیت کی بنیادی شکل ہے۔ اس نظریے کی رو سے ریاست بنا آزاد سماج کا تصور خوش کن تو ہے لیکن ابھی قابل تمنا نہیں یا کم از کم ا بھی قابل عمل نہیں ہے۔ 1840 سے پہلے کی انارکسٹ تحریروں میں یہی تصور غالب رہا جس کی وجہ سے انارکیت ریاست کے لئیے ایک سنجیدہ خطرہ بننے میں ناکام رہی۔ یہ رویہ ابھی تک کچھ ایسے افراد کی سوچ پر غالب ہے جو انارکسٹ تو ہیں لیکن منظم تحریک سے باہر ہیں اور تحریک میں شامل چند افراد کی فکر کا حصہ بھی ہے ۔بیشتر صورتوں میں یہ ایک لاشعوری رویہ ہوتا ہے جیسے " خدا کی سلطنت" کی طرح انارکیت بھی باطنی دنیا کا جزو ہو اور یہ کسی نہ کسی طریقے سے اس طرح کے جملوں میں اظہار پاتا ہے "میں ایک انارکسٹ ہوں لیکن ــــــــــــــــــــ"

عملی رجحان رکھنے والے انارکسٹ فلسفیانہ انارکی کوشک کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ ان کا یہ رویہ قابل فہم تو ہے لیکن ساتھ ہی بد قسمتی بھی ہے، جب تک انارکیت ایک اقلیتی تحریک رہے گی اس کی حمایت میں ایک مثبت احساس،مبہم ہونے کے باوجود ایک ایسی ذہنی فضا تشکیل دینے میں مدد گار ہو گا جو انارکسٹ پر اپیگنڈے میں دلچسپی کے لئیے راہ ہموار کرئے اور اس طرح تحریک آگے بھی بڑھے۔ دوسری طرف فلسفیانہ انارکیت زمینی/حقیقی انارکیت کی تفہیم کے لئیے حساسیت بھی ختم کر دیتی ہے ۔ اس کے باوجود فلسفیانہ انارکیت مکمل لاتعلقی کے رویے سے تو بہر صورت بہتر ہے ۔ اسی طرح کئی دوسرے افراد بھی نکتہ نظر سے ہمارے قریب ہونے کے باوجود خود کو انارکسٹ کہنے سے گریز کرتے ہیں اور ان میں سے کچھ،

کچھ بھی کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ ان سب کا کردار یہ بنتاہے کہ وہ انارکی میں مثبت دلچسپی رکھنے والے سامعین کی ایک تعداد مہیا کریں اور اپنی زندگی میں آزادی کے لیے کام کریں۔

انفرادیت پسندی، انانیت پسندی اور آزادی پسندی

اس نکتہ نظر کے مطابق معاشرہ ایک نامیاتی کل نہیں بلکہ آزاد افراد کا ایک مجموعہ ہے جو اپنی انفرادی حثیت میں معاشرے کی طرف کوئی فرائض نہیں رکھتے بلکہ محض افراد کے طور پر ہی دوسرے افراد کی طرف فرائض رکھتے ہیں۔ یہ تصور انارکیت سے قبل ایک طویل عرصے تک موجود رہا او ر اب بھی انارکیت سے الگ اپنی آزاد شناخت رکھتا ہے ۔ انفرادیت پسندی کی رو سے معاشرہ تشکیل دینے والے افراد ہمیشہ آزاد اور برابر ہونے چاہیں اور اس حثیت میں وہ صرف اپنی انفرادی کاوشوں سے ہی رہ سکتے ہیں ، اداروں (ریاستی اور دیگرادارے)کی کوششوں/ مداخلت سے نہیں۔اس نکتہ نظر کی ترویج انفرادیت پسندی کو حقیقی انارکی کے قریب تر کرتی ہے۔

انارکیت پسندی کو اپنی کتاب" سیاسی انصاف پر ایک تحقیق "(1793) میں ایک اہم نظریے کی صورت میں پیش کرنے والا پہلا فلسفی ولیم گاڈ ون ایک انفرادیت پسند بھی تھا ۔ انقلاب فرانس کے حامیوں اور مخالفین کے ردعمل میں اس نے حکومت کے بغیر، معمولی تنظیم کے ساتھ ایک ایسے سماج کا تصور پیش کیا جس میں خودمختار افراد کسی بھی مستقل ادارے / تنظیم کی دست برد سے محفوظ زندگی گزار سکیں۔ مختلف تبدیلیوں کے باوجود ابھی تک یہ تصور انفرادیت پسندانہ انارکیت کی بنیاد ہے۔ یہ دانشوروں ،فن کاروں،صحافیوں کی انارکیت ہے جو تنہا کام کرتے ہیں اور خود کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں۔ گاڈون سے اب تک انفرادیت پسندی نے خاص کر برطانیہ اور شمالی امریکا میں، شیلے، اسکر وائلڈ ، ایمرسن، تھورو،اگست جان اور ہر برٹ ریڈ کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے ۔ یہ تمام خود کو کسی بھی لقب سے یاد کریں لیکن ان میں انفرادیت پسندی اپنی جھلک دکھا جاتی ہے۔

انفرادیت پسندی کو انارکیت کی محض ایک قسم تک محدود رکھنا درست نہیں ، انارکیت کی تحریک پر اس کے گہرے اثرات ہیں ۔ انارکی کا کوئی بھی اظہار یا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ انفرادیت پسندی انا رکسٹ آئیڈیالوجی میں مبادیات کا درجہ رکھتی ہے، کم از کم انارکی پھیلانے کے لئے محرکات کے حوالے ہی سے سہی۔ انفرادیت پسند بنیادی انارکسٹ ہیں اور رہے بھی ہیں ۔ وہ نہیں سمجھتے کہ کسی شے کو اس کے مقام پر رہنےدیا جائے اور وہ اتھارٹی/حاکمیت کی تباہی چاہتے ہیں ۔انسان کے بارے میں یہ نکتہ نظر اپنی حد تک کافی اہمیت کا حامل ہوتو بھی اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ معاشرے کے حقیقی مسائل سے الجھ سکے۔

یہ مسائل لا محالہ انفرادی عمل کی جگہ اجتماعی اقدامات کے متقاضی ہیں۔ تنہا ہم خود کو بچا سکتے ہیں لیکن دوسروں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔

انفرادیت پسندی کی ایک انتہائی اہم شکل انانیت پسندی ہے جسے فرانسیسی فلسفی جوزف سٹرنر نے اپنی کتاب" انا اور اس کی ملکیت" میں پیش کیا(جس کا بہتر ترجمہ " انا اور اس کے تصرفات " ہونا چاہیے تھا)۔ وہ ایک مشکل پسند فلسفی اور مفکر ہےاور فرائیڈ یا مارکس کی طرح سٹرنر کے حواریوں کو بھی ناراض کیئیے بغیراس کی تشریح ایک مشکل کام ہے ۔ تاہم یہ کہنا درست ہو گا کہ اس کی انانیت پسندی ، انفرادیت پسندی سے جدا شناخت رکھتی ہے ۔سٹرنر اخلاقیات، انصاف، فرائض ،عقل اور اس طرح کے دوسرے تجریدی تصورات کو ایک وجدانی احساس کی بنا پر فرد کی انفرادیت /انانیت کے حق میں رد کرتا ہے ۔اس طرح "یونیک انا" کے بالمقابل ریاست کا تصور بھی بطور ایک تجرید باطل ٹھہرتا ہے ۔ سماج کو بھی رد کرتے ہوئے یہ انانیت پسندی ایک معدومیت کی راہ دکھاتی ہے اور محض فرد کی موجودگی کے اثبات پر منتج ہوتی ہے۔ واضح طور پر یہ انارکیت ہی ہے لیکن ایک بانجھ انارکیت کیونکہ اس کی رو سے' انا پرستوں کی یونین' کے سوا ہر تنظیم اور ادارہ خارجی جبر کا ذریعہ قرار پائے گا ۔ یہ شاعروں اور منحرفین کی انارکیت ہے جو صرف حتمی جواب چاہتے ہیں اور کسی بات پر سمجھوتا نہیں کرتے ۔ "ابھی اور اسی وقت" کی بنیاد پر انارکی چاہتے ہیں ، دنیا میں نہیں تو اپنی ذات میں ہی سہی۔

انفرادیت پسندی سے جنم لینے والی قدرے اعتدال پسند تحریک آزادی پسندی(Libertarionism) ہے۔ سادہ ترین مفہوم میں اس سے مراد یہ ہے کہ آزادی مثبت قدر ہے اور ایک قدرے انتہا پسندانہ نکتہ نظر سے آزادی کا حصول ہی سب سے اہم سیاسی مقصد ہے۔ آزادی پسندی انارکیت کی ایک مخصوص شکل نہیں بلکہ مکمل انارکیت کی طرف ایک مرحلہ ہے۔ بسا اوقات اسے انارکیت کے متبادل کے طور پر بھی پیش کیا جاتا ہے خاص کر جب جذباتی اصطلاحات سے گریز ضروری ہو۔ اس سے مراد انارکیت کے مجموعی /کلی تصور سے صرف نظر کرتے ہوئے کسی خاص شعبے میں انارکسٹ نظریات قبول کرنا ہے ۔
اصطلاح" انفرادیت پسند ہی آزادی پسند ہیں مگر آزادی پسند
سو شلسٹ یا آزادی پسند کمیونسٹ ایسے افراد ہیں جو سو شلزم یا کمیونزم کو انفرادیت کی اساسی قدر کے طور پر شناخت کرتے ہوں ۔

باہمیت اور وفاقیت۔ Mutualism and Federalism

جب انفرادیت پسند اپنے تصورات کو عملی شکل دیں تو اس کے نتیجے میں جنم لینے والی انارکیت باہمیت کہلائے گی۔اس کے مطابق ریاست پر انحصار کرنے کی بجائے سماج کو افراد کے ذریعے اس طرح منظم کیا

جائے کہ لوگ برابری اور باہمی تعاون کی بنیاد بناتے ہوئےرضاکارانہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ معاہدے کریں۔ باہمیت کسی بھی ایسے ادارے کی خصوصیت ہو سکتی ہے جو انسانوں کی جبلی سطح سے قدرے بلند اور سرکاری اداروں سے کم درجے پر ہو۔ گو باہمیت اپنی روح میں لازمی طور پر انارکیت نہیں ہے لیکن تاریخی طور پر اس کا انارکیت کی ترقی میں اہم کردار رہا ہے۔ معاشرے کی تشکیل کی تمام انارکیت پسندانہ تجاویز باہمیت کے تصور پر ہی مبنی ہوتی ہیں ۔خود کو پہلی بار دانستہ انارکسٹ کہنے والا فرانسیسی فلسفی جوزف پرودھون باہمیت کا ماننے والا تھا۔ انیسویں صدی کے یوٹاپیائی اور انقلابی سوشلسٹوں کے ردعمل میں اس نے آزاد افراد مشتمل ایک ایسے معاشرے کا تصور پیش کیا جس میں مختلف گروہ باہمی تعاون سے معاملات زندگی حل کریں اور صرف محنت کی قدر کو بنیاد بناتے ہوئے ضروریات زندگی کا باہمی تبادلہ کریں ،عوامی بنک کے ذریعے مفت قرضے کا تبادلہ کریں۔ یہ دست کاروں اور ہنر مندوں، چھوٹے تاجروں ،دکانداروں اور ایسے دوسرے افراد کی انارکیت ہے جو اپنے معاملات میں خود مختاری چاہتے ہیں ۔

پرودھوں کے احتراز کے باجود انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں فرانس کے اندر اس کا خاطر خواہ اثر تھا۔ خصوصا" ہنرمندوں، کارکنوں اور نچلےاور درمیانے طبقے میں پرودھون کےکافی حامی موجود تھے ، شمالی امریکہ میں بھی باہمیت کی پزیرائی موجود تھی مگر برطانیہ میں اس کا اثر کم رہا ۔بعد ازاں باہمیت کا تصور ایسے سنکی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جن کی وجہ سے تحریک نظام زر میں اصلاحات اور خود انحصار -برادریوں کی حمایت تک محدود ہوکر رہ گئی ۔ ان اصلاحات سے نتائج تو ضرور برامد ہوئے لیکن معاشرے کے بنیادی ڈھانچے پر خاطر خواہ اثر نہ ہو سکا ۔انسان کے بارے یہ تصور ایک حد تک وسیع ضرور ہے لیکن اتنا جامع نہیں کہ سرمائے اور صنعت کے مسائل سے الجھ سکے اور ان مسائل پر غالب طبقاتی نظام اورخاص کر ریاست سے بھی نبٹ سکے

باہمیت کوآپریٹو تحریک کا بنیادی اصول ہے لیکن کوآپریٹو تنظیمیں جمہوری خطوط پر استوار ہیں نہ کہ انارکسٹ اصولوں پر۔انارکیت پسندآنہ باہمیت پر استوار معاشرہ بلا شبہ ایک ایسا معاشرہ ہوگا جس میں ہماری اجتماعی سرگرمیاں کوآپریٹو کے ہاتھوں میں ہوں گی اور مستقل بنیادوں پر منتخب کردہ مینیجر اور کارندوں کے ہاتھوں میں نہیں۔ معاشی باہمیت کوہم افسر شاہی کے بغیر کو اپیریٹو پسندی یا منافع کے بنا سرمایہ داری کی تحریک بھی کہہ سکتے ہیں

با ہم پسندی کی بنیاد اگر معاشیات کی جگہ جغرافیہ یا علاقائی حوالوں پر استوار ہو تو اسے وفاقیت کہا جائے گا۔ اس نکتہ نظر سے مراد یہ ہے کہ معاشرے کو مقامی کمیونٹی تصور کرنے کی بجائے وسیع سطح پر کونسلز

کے ایک نیٹ ورک کی مدد سے استوار کیا جائے۔ان کونسلز کومختلف علاقوں کی بنیاد پر تشکیل دیاجائے جو (کونسل)خود بھی ایک بڑے علاقے کی نمائندگی پر مشتمل ہوں۔ انارکیت کے وفاقی تصور کا خصوصی پہلو یہ ہے کہ ان کو نسلوں کے نمائندے انتظامی اختیارات کے مالک نہیں ہوں گےاور انہیں فوری طور پر طلب کیا جا سکے گا ۔ کونسل کی کوئی مرکزی اتھارٹی نہیں ہوگی صرف ایک مرکزی سیکرٹیریٹ ہوگا۔ پرودھوں نے سب سے پہلے باہمیت پسندی کی تشریح کی اور ساتھ ہی اس نے اپنی کتاب" وفاقی اصول" (1863) میں وفاقیت پسندی کے اصولوں کی بھی تشریح و توضیح کی۔ محنت کش تحریک میں متحرک اور دوسرے پیرو کار وفاقیت پسند اور باہمیت پسند کہلائے ۔ پہلی انٹرنیشنل اور پیرس کمیون میں سر گرم ،فکری حوالےسے جدید انارکسٹ تحریک کے پیشرو یہ لوگ خود کو زیادہ تر وفاقیت پسند کہتے تھے

وفاقیت انارکیت کی ایک الگ قسم ہونے سے زیادہ انارکیت کا لازمی جزو ہے۔ تقریبا سبھی انارکسٹ وفاقیت پسند کہلاتے ہیں لیکن کوئی بھی خود کو صرف وفاقیت پسند کہنے پراکتفا نہیں کرے گا۔ وفاقیت بہرحال ایک عمومی اصول ہے جو صرف انار کیت پسندی تک محدود نہیں اوریہ کوئی یوٹاپیائی پہلو بھی نہیں رکھتا۔ ریلوے ، بحری تجارت،ہوائی ٹریفک، پوسٹل سروس ،ٹیلی گراف اور ٹیلی فون ،سائنسی تحقیقات ،فاقہ کشی میں مدد ،آفات کی تلافی وغیرہ اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اس نوعیت کی سرگرمیوں میں ربط و تنظیم پیدا کرنے والی دیگر تنظیموں کا ڈھانچہ بھی وفاقی ہوتا ہے ۔انارکسٹوں نے اس میں صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ سسٹم اندرونی معاملات درست کرنے میں بھی معاون ہوگا۔ بہر صورت وفاقیت کا اصول ایسی رضاکارانہ تنظیموں کے حوالے سے درست ہے جو مالی طور سے فائدہ مند یا سیاسی طور پر حساس موضوعات سے متعلق نہیں ہوتیں ۔

اجتماعیت-پسندی ، کمیونزم، سنڈ یکلزم collectivism, communism,syndicalism

انفرادیت پسندی اور باہمیت پسندی کی نسبت زیادہ وسیع ، طبقاتی نظام اور ریاست دونوں کے لیے خطرہ تصور کی جانے والی انارکیت کو اجتماعیت پسندی کا نام دیا گیا ہے ۔اس نکتہ نظر کے مطابق معاشرے کی تشکیل نو کی واحد صورت صرف یہ ہے کہ محنت کش طبقہ سماجی انقلاب کے ذریعے ریاستی ڈھانچہ تباہ کرتے ہوئے معاشی وسائل کا اختیار سنبھال لے اور پھر مشترکہ ملکیت کے اصول پر معیشت کی از نو تعمیر کرے۔ معاشرے کی یہ نئی تنظیم لوگوں کی انجمنوں کے ذریعے کی جائے گی۔ آلات محنت کشی قومی ملکیت میں ہوں گے لیکن محنت کی پیداوار اس اصول کے تحت تقسیم ہوگی کہ" ہر ایک سے اس کی صلاحیت کے مطابق لیکن ہر ایک کو اس کے کام کے مطابق"۔دور جدید کے اولین انارکسٹ باکونسٹ پہلی انٹرنیشنل میں اجتماعیت پسند کی حثیت سے ہی جانے جاتے تھے۔ اصلاح پسندوں، باہمیت پسندوں، وفاقیت پسندوں اور حکم پسندوں ،بلانکسٹوں اور مارکسیوں کے ردعمل میں انہوں نے انقلابی انارکیت کا ایک

سادہ نظریہ پیش کیا جو پرولتاریہ اورغریبوں کی طبقاتی جدوجہد کی بنیاد پر امیروں کے خلاف اجتماعی بغاوت کی انارکیت ہے اور کسی بھی حکم پسندانہ درمیانی مرحلے (سو شلسٹ ریاست کا قیام)کے بغیر ایک آزاد اور غیر طبقاتی معاشرے میں فوری تبدیلی کی انارکیت ہے ۔ یہ طبقاتی شعور رکھنے والے کارکنوں اورکسانوں ، محنت کش تحریک میں متحرک کارکنوں اور سو شلٹوں کی انارکیت ہے جو بیک وقت برابری اور آزادی دونوں کے لئیے متحرک ہیں

انار کیٹ یا انقلابی اجتماعیت کو مقبول عام فبئین اور سوشل ڈیموکریٹس کی حاکمیت پسند اور اصلاح پسند اجتماعیت کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیے جو ذرائع پیداوار کی مشترکہ ملکیت کے ساتھ ساتھ پیداوار کے ریاستی کنڑول پر بھی یقین رکھتی ہے ۔ اصطلاح میں ابہام اور انار کسٹوں ، سو شلسٹوں میں قربت کے باعث ایک بہتر اصطلاح آزادی پسندانہ سوشلزم ہوگی ۔یہ اصطلاح صرف ایسے انارکسٹوں کو ہی شامل نہیں کرتی جو سو شلسٹ ہوں بلکہ ایسے سوشلسٹوں کا حوالہ بھی ہے جو انار کیٹ طرف جھکاؤ رکھتے ہیں لیکن پوری طرح انار کسٹ نہیں ہوئے۔

اجتماعیت کے مکمل اطلاق کے نتیجے میں جنم لینے والی انارکیت کو کمیونسٹ انارکیت کا نام دیا گیا ہے۔ اس نکتہ نظر کے مطابق محض پیداواری آلات ہی نہیں بلکہ پیداوار بھی اجتماعی ملکیت میں ہونی چاہیے اور لوگوں میں اس کی تقسیم اس اصول کے تحت ہو کہ " ہر ایک سے اس کی صلاحیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق"۔ کمیونسٹ دلیل کچھ یوں ہو گی کہ لوگوں کو اپنی محنت کی پوری قدر کا حق حاصل ہے لیکن کسی ایک فرد کی محنت کی قدر کا تخمینہ ممکن نہیں کیونکہ ہر فرد کی محنت تمام افراد کی مجموعی محنت میں شامل ہوتی ہے ، دوسرے مختلف کام مختلف طرح کی قدر رکھتے ہیں ۔اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ معاشیات پر پورے معاشرے کا کنڑول ہو ، تنخواہوں اور قیمتوں کے نظام کو یکسر ختم کردیا جائے ۔

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے شروع میں انار کسٹ تحریک کی بیشتر سرکردہ شخصیات کمیونسٹ انارکسٹ ہی تھے۔ ان میں کرپاٹکن ،مالتسیتا،ریکلیس ، گریو،فورے، گولڈمین، برک مین،راکر اور کئ دوسرے اہم رہنما شامل ہیں ۔ ان راہنماؤں نے کمیونزم کی پیروی اور مارکیست کے ردعمل کے میں انقلابی انارکیت کے انتہائی موثر اور دور رس اصول وضع کیئے، ایسی جو موجودہ سماج کو انتہائی مدبرانہ انداز میں ہدف تنقید بناتا ہے اور مستقبل کے معاشرے کے لئیے بھی با معنی تجاویز کا داعی بھی ہے۔ یہ ان لوگوں کی انارکیت ہے جو طبقاتی جدوجہد کو تو مانتے ہیں لیکن معاشرے کا ایک جامع تصور بھی رکھتے ہیں۔ اگر اجتماعیت پسندی محنت/کام کے مسائل پر اصراراور کارکنوں کی اجتماعی (تنظیموں) پر اپنے انحصار کی وجہ

سے ایک انقلابی انارکیت ہے تو کمیونزم زندگی کے مسائل اور عوامی کمیون کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک انقلابی انارکیت ہوگی۔

1870 کے بعد کمیونزم کے اصول انقلاب کی حمایت کرنے والی بیشتر انارکسٹ تنظیموں نے قبول کر لئیے تھے مگر ایک اہم استثنا سپین کی انقلابی تحریک رہی جس نے باکونن کے اثرات کے تحت اجتماعیت پسندی کے اصول اپنائے رکھے ۔در حقیقت اس تنظیم کے مقاصد بھی دوسری تحریکوں سے بمشکل مختلف تھے ۔ اگر تحریکی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو 1936 میں ہسپانوی انقلاب کے دوران قائم ہونے والی تنظیم ' کمینسٹو لیبرٹریو' تاریخ میں انارکسٹ کمیونزم کی ایک نمائندہ مثال قرار پاتی ہے ۔

انارکسٹوں اور آزادی پسند کمینسٹوں کو ایک مقبول عام اصطلاح مارکسی کمیونزم کے ساتھ بھی مبہم نہیں کیا جانا چاہیئے جو معاشی ذرائع کی اجتماعی ملکیت ،آلات پیداوار اور تقسیم کے ریاستی کنٹرول اور اس کے ساتھ پارٹی ڈکٹیٹر شپ پر بھی انحصار کرتی ہے ۔پہلی اور دوسری انٹرنیشنل میں مارکس وادیوں کے ساتھ نظریاتی کشمکش اور اس کے نتیجے میں انارکسٹ تحریک کا تاریخی جنم، دراصل انارکسٹوں کے حکم پسندانہ نظریات کے خلاف خبط کا اظہار ہے جسےروسی اور ہسپانوی انقلابات نے پختہ شکل اختیار کرنے میں بنیاد فراہم کی۔ اس کے نتیجے میں کئی انارکسٹ خود کو کمیونسٹ کہتے ہیں لیکن اس کی وجہ کمیو نازم پر اعتماد نہیں ہے بلکہ مارکسسٹوں کو ان کی اپنی بنیادوں پر چیلنج کرنا اور عوام کی آنکھوں میں حقیر ثابت کرنا ہے۔ شاذ و نادر ہی انار کسٹ کمیونسٹ ہوتے ہیں کیونکہ وہ حد سے زیادہ انفرادیت پسند ہیں ، دوسرے وہ کسی بھی مستقبل کا ایک تفصیلی خاکہ تیار کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے تاکہ مستقبل کے مطابق اپنے حالات ترتیب دینے کی آزادی قائم رہے ۔

اجتماعیت پسندی اور کمیونزم کی طرف سے لیبر کو خاص طور پر مرکزی نکتہ نگاہ بنانے سے جو انارکیت ابھرتی ہے اسے سنڈیکلزم کہا جاتا ہے۔ اس نکتہ نظر کی رو سے معاشرہ ٹریڈ یونینز پر مشتمل ہونا چاہیئے تاکہ معاملات میں محنت کش طبقے کا فیصلہ کن کردار رہے۔ ٹریڈ یونینز کو علاقے اور پیشے دونوں کی بنیاد پر از سر نو منظم کیا جائے ۔دوسرے اصلاح کا پروگرام بھی محنت کشوں کے ہاتھوں میں رہے تاکہ معشیت کے تمام پہلو کارکنوں کے حوالے سے منظم ہوں۔

انیسویں صدی کے فکری رجحان کے تناظر میں بیشتر اجتماعیت پسند اور کئی انارکسٹ بھی سنڈیکلسٹ تھے ۔ یہ بات پہلی انٹرنیشنل کے حوالے سے کافی حد تک درست ہے لیکن فرانس میں سنڈیکلزم کے ظہوریعنی انیسویں صدی کے اختتام تک انارکوسینڈیکلزم واضح شکل اختیار نہ کر سکا (انگریزی کالفظ سنڈیکلزم فرانسیسی

لفظ سینڈ کلیئز ما سے نکلا ہے واضح طور پر جس مراد ٹریڈ یونین ازم ہے) مگر جب 1890 میں ٹریڈ یونین تحریک انقلابی اور اصلاحی دوحصوں میں تقسیم ہوگئی تو انارکسٹ انقلابی ٹریڈ یونین کا حصہ بن گئے اور ان میں سے کچھ با اثر راہنما بن کربھی ابھرے جن میں فرینڈز پیل او بغیر اور اکیلے پیا شامل ہیں ۔ دوسری طرف فرانسیسی سنڈیکلیت جو کبھی بھی انارکسٹ تحریک نہ تھی وہ جنگ عظیم اول اور انقلاب روس تک دوران ایک مضبوط تحریک کی شکل اختیار کر چکی تھی ۔انارکو سینڈیکلزم تنظیمیں اٹلی اور روس کی لیبر تحریکوں میں پہلی جنگ عظیم تک ایک موثر آواز بن چکیں تھیں اور سپین میں1939 کی سول وار تک طاقت ور حثیت میں موجود رہیں ۔

سینڈیکلیت جہادی اور طبقاتی شعور رکھنے والے محنت کشوں کی انارکیت ہے لیکن اصلا" یہ انار کیت یا انقلابی تحریک نہیں ۔عملی صورت میں انار کو سینڈ یکلیت حکم پسندانہ یا اصلاح پسندانہ یا پھر دونوں روپ دھار سکتی ہے ۔ اندریں حالات بہتر معاوضوں اور اچھے حالات کار کے لئیےجد وجھد ا ور بنیادی آزادی پسند اصولوں کے درمیان توازن رکھنا ایک مشکل مسئلہ بن گیا ہے ۔ یہ انارکو سینڈیکلزم کے خلاف دلیل نہیں ہے بلکہ ایک خطرے کی طرف اشارہ ہے۔ انارکسٹ سنڈیکلزم کے خلاف اصل دلیل یہ ہے کہ یہ تحریک عمومی طور پر محنت اور محنت کش طبقے پر ضرورت سے زیادہ اصرار کرتی ہے ۔ طبقاتی نظام انارکسٹوں کا ایک بنیادی مسئلہ ضرور ہے لیکن طبقاتی جد وجھد انارکسٹ جد وجھد کا محور نہیں ہے ۔
سنڈیکلزم اسی صورت میں قابل قبول ہے جب اسے انار کیت کے ایک جزو کے طور پر دیکھا جائے، اس صورت میں نہیں جب یہ دوسرے سارے پہلو ہی بگاڑ دے۔ انسان کے بارے میں یہ نکتہ ایک حد تک درست ہے لیکن یہ روز مرہ سے باہر زندگی کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

لیکن اب انارکیت کی مختلف شکلوں کے درمیان فرق گزشتہ برسوں میں اہم نہیں رہا ۔ہر نکتہ نظر کے انتہا پسند رجعتی عناصر کے سوا تمام انارکسٹ ان اختلافات کو سنجیدہ سے زیادہ سطحی سمجھتے ہیں جوکسی بھی نکتے پر تکرار اورمحض زبان کے حوالے سے ذخیرہ الفاظ کے اختلافات ہیں اور ان کو اصولوں کے حقیقی اختلافات کا درجہ نہیں دیتے اورانہیں انارکیت کی مختلف شکلیں سمجھنے کی بجائے اپنی دلچسپیوں کی بنا پر انارکیت مختلف پہلو سمجھنا بہتر ہو گا ۔
چنانچہ ہم پرائیویٹ زندگیوں میں انفرادیت پسند ہیں ۔اپنے انداز میں معاملات کرنے والے،ذاتی وجوہات کی بنا پر دوستیاں بنانے والےاورسماجی زندگی میں باہمیت کے قائل ،دوسروں کے ساتھ آزادانہ معاہدے کرنے والے، دوسروں کو دینے والے اور دوسروں سے برابری کے تحت لینے والے ۔اسی طرح کام /پیشے کے تناظر میں زیادہ تر اجتماعیت پسند ہیں ،ایک سماجی بھلائی پیدا کرنے کے لئیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کو کیسے سر انجام دیا جائے ۔ کام کی تنظیم کے حوالے ہم زیادہ تر سنڈیکلسٹ ہیں ،اپنے ساتھیوں

سے مل کر کام کو کیسے سر انجام دیا جائے ۔سیاسی زندگی میں زیادہ تر کمیونسٹ ہیں ،ہمسائیوں کے ساتھ مل کر کمیونٹی کو کس طرح چلایا جائے۔ یقین یہ ایک سادہ توجیہ ہے لیکن اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ انارکسٹ اج کل کیسے سوچتے

3- انارکسٹ کیا چاہتے ہیں

یہ کہنا مشکل ہے کہ انارکسٹ کیا چاہتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے باہمی اختلافات بہت زیادہ ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ مستقبل کے بارے میں کوئی تجاویز دینے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ مستقبل پر کنڑول کی خواہش نہیں رکھتے اور نا ہی اسے کنڑول کر سکتے ہیں ۔ وہ حکومت سے آزاد ایک سماج چاہتے ہیں جو زمان و مکان/حالات و واقعات میں فرق کے باعث ایک دوسرے مختلف اور انفرادی خصوصیات کے حامل ہوں گے۔ مجموعی طور پر انارکسٹ ایسامعاشرہ چاہتے ہیں جس طرح کا اس کے لوگ چاہیں گے لیکن زیادہ تر انارکسٹ ایک آزاد معاشرہ چاہتے ہیں ۔تاہم یہ پیش نظررہنا چاہیے کہ اس سماج کے لیے کوئی سرکاری ہدایت نامی نہیں ہوگا۔مزید برآں انارکیت کی دو انتہاؤں انفرادیت پسندی اور کمیونزم کے درمیان ہم آہنگی کاآسان راستہ بھی موجود نہیں ۔

خودمختار افراد

زیادہ تر انارکسٹ نجی زندگی کی طرف ایک آزادی پسند رویے سے ابتدا کرتے ہیں اور افراد کے درمیان ذاتی طرزعمل اور سماجی تعلقات کے حوالے سے ایک وسیع دائرہ انتخاب کی طرف مائل ہوتے ہیں لیکن اگر فرد ایک ایٹم کی مانند ہے تو خاندان مالی کیول ہوگا ۔چنانچہ اگر اس ادارے کوجبر کی شکل میں جکڑنے والی ساری پابندیاں ختم بھی کردی جائیں تو خاندان کا وجود ختم نہیں ہوگا ۔بلاشبہ خاندان ایک قدرتی مظہر کے طور پر موجود رہے گا لیکن لازمی نہیں ہو گا ۔سائنسی ترقی اور سماجی تبدیلیوں نے انسانیت کو کثیر الازدواجی اور کنوارپن کے درمیان چناؤ کے بوجھ سے ہلکا کر دیا ہے۔اب ہر فرد کے لیے ضروری نہیں رہا کہ وہ بچے پیدا کرے ۔ بچوں کی پرورش دو یا دو سے کم والدین کے لئے ممکن ہو گی ۔لوگ اکیلے رہ سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود مطمئن زندگی بھی گزار سکتے ہیں۔

بلاشبہ زیادہ تر افراد کسی نہ کسی طرح شادی شدہ زندگی ہی اختیار کریں گےاور بیشتر صورتوں میں بچوں کی پرورش بھی خاندانی ماحول میں ہوگی۔سماج کسی بھی(بحرانی) صورت حال سے دوچار ہو لیکن ایک کمیونٹی میں ذاتی ترجیہات /انتخاب کی گنجایش موجود رہے گی۔ بنیادی شرط یہ ہوگی کہ عورت مرد کے اور بچے والدین کے جبر سے آزاد رہیں ۔معاشرے کی بڑی دنیا کی طرح خاندان کی جھوٹی دنیا میں بھی جبر کا استعمال قابل برداشت نہیں ہونا چاہیے۔

خاندان سے باہر ذاتی تعلقات بے قاعدہ قوانین یا معاشی مقابلے سے نہیں بلکہ نسل انسانی کے درمیان یکجہتی کے فطری جذبے سے متعین ہوں گے ۔تقریبا سبھی لوگ شعور رکھتے ہیں کہ اپنے ہم نسلوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جیسا ہم جواب میں اپنے ساتھ متوقع کرتے ہوں ، انسانی طرز عمل کے راہنما اصول خوف اور احساس گناہ نہیں بلکہ عزت نفس اور رائے عامہ کا استعمال ہے ۔ انارکیت کے کچھ مخالف تجویز کرتے ہیں کہ ریاست کے فیزیکل/حقیقی جبر کی جگہ معاشرے کا اخلاقی جبر کہیں زیادہ نقصان دہ ہو گا ۔لیکن مجروں کے گروہ ، ذبح کرنے والا ہجوم ،ڈاکوؤں کے ٹولے اور اخلاقی محتسبوں کے جتھے اور ان کی بے قابو حاکمیت یقینا" بہت زیادہ خطرناک ہے ۔ریاست کی یہ ابتدائی شکلیں اس وقت منظر عام پر آتی ہے جب کسی وجہ حکومت کی اصل اتھارٹی غائب ہو جائے ۔

انارکسٹ ذاتی زندگی کے بارے میں کسی حد تک اختلاف رائے رکھتے ہیں لیکن یہ اختلاف اب زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس حوالے سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے انقلاب یا کسی اور بڑی تبدیلی کا انتظار کیئے بغیر اپنے لیے پہلے ہی انتظامات کر رکھے ہیں۔ ا فرا د کی آزادی کیلیئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ پرانے تعصبات سے چھٹکارپایا جائےاور معیار زندگی کی ایک سطح کو ممکن بنایا جائے لیکن پھر بھی اصل مسئلہ بہر صورت سماج کی آزادی ہی رہے گا ۔

آزاد معاشرہ

آزاد معاشرے کی پہلی ترجیح جائیداد سے بے دخلی اور اتھارٹی کا خاتمہ ہوگی ۔انارکسٹ عارضی نمائندوں کے باہمی رابطوں پر مشتمل ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جوانتخابات کے پابند /مستقل نمائندوں اورعہدوں پر براجمان پیشہ ور بیوروکریٹس کی جگہ لے سکے ۔جس میں نمائندے فوری طلبی کے پابند ہوں اور ایسے ماہرین بھی جو حقیقی طور پر جواب دہ بھی ہوں ۔ اس طرح کے نظام میں نظم و ضبط کی متقاضی سماجی سرگرمیاں آزاد تنظیموں کے ذریعے تشکیل پائیں گی ۔ تنظیموں کو ہم کونسل ،اجتماعی تنظیمیں ، کمیٹیاں ، کمیونز ،یونینز یا سینڈیکلز ، سویٹس یاکچھ اور نام بھی دے سکتے ہیں۔اہم ان کمیٹیوں کے وظائف ہوں گے عنوان نہیں ۔

ورکشاپوں ،چھوٹی کاروباری ملکیتوں سے لے کر بڑے بڑے صنعتی اور زرعی ڈھانچوں تک ورک- ایسوسی ایشنیں بنائی جائیں گی جوپیداوار ،بار برداری اور حالات کار کے مسائل سے نبٹیں گی اور معاشیات رواں رکھیں گی ۔اسی طرح، مقامی سطح /دیہات سے لیکر بڑے بڑے رہائشی یونٹ تک بھی علاقائی انجمنیں تشکیل دی جائیں گی جن کے ذمہ کمیونٹی سے متعلق معاملات جیسے رہائش گاہیں،گلیاں اور دیگر سہولیات کی دیکھ بھال ہو گی ۔ ذرائع ابلاغ، کلچر، تفریح، صحت، تحقیق، تعلیم اور اس طرح دوسرے سماجی مسائل سنبھالنےکے لئیے بھی رضا کارانہ انجمنیں ہوں گی ۔

منتظم درجہ بندی سے انتظام / ایڈمینسٹریشن کی جگہ آزاد ایسوسی ایشنیں کے باہمی ربط کا ایک نتیجہ، وفاقیت کے خطوط پر حد درجہ عدم مرکزیت کی صورت میں برآمد ہوگا۔ بادی النظر میں یہ انارکیت کے خلاف ایک دلیل ہے لیکن ہمارے نزدیک انارکیت کے حق میں دلیل ہے۔ جدید سیاسی فکر کی تاریخ میں ایک حیران کن بات یہ ہے کہ عمومی طور پر جنگوں کا ذمہ دار چھوٹی اقوام کو ٹھہرایا گیا ہے جبکہ تاریخ میں جنگیں چند بڑی اقوام نے شروع کی ہیں ۔اسی طرح بڑی بڑی عظیم حکومتیں، بڑے بڑے انتظامی یونٹ تشکیل دینے کی طرف مائل ہوتی ہیں جبکہ چھوٹی اکائیاں زیادہ فعال ثابت ہوتی ہیں ۔وسعت پذیر سیاسی نظام کا تحلیل ہونا ،انارکیت کے حق میں ایک اہم ترین قدم ہوگا کیونکہ نتیجے میں ممالک ایک بار پھر تہذیبی وجود بن جائیں گے اور اقوام ختم ہو جائیں گی۔

جائیداد اور دولت کے معاملات سے متعلق تنظیموں کے ذمہ اہم ترین کام اس امر کو یقینی بنانا ہو گا کہ تمام ذرائع متعلقہ لوگوں میں منصفانہ طور پر تقسیم ہو ں یا دوسری صورت میں ان کو مشترکہ کھاتے میں رکھا جائے اور وہ یہ بھی یقینی بنائیں کہ متعلقہ افراد میں ان کا استعمال انصاف /برابر ی کی بنیادوں پر ہو رہا ہے ۔ انارکسٹ اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں کہ بہترین طریقہ کونسا ہوگا اور بلا شبہ ایک آزاد معاشرے کے افراد بھی اس یونہی اختلا ف رکھیں گے، یہ ہر تنظیم میں شامل لوگوں پر منحصر ہو گا کہ وہ کونسا طریقہ اختیار کرتے ہیں ۔ اس تناظر میں سب کی تنخواہ مساوی بھی ہو سکتی ہے یا لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دیا جا سکتا ہے یا پھر تنخواہ سے مکمل گریز بھی ممکن
ہو گا ۔ کچھ تنظیمیں تمام اشیا کے تبادلے کے لیئے کرنسی استعمال کریں گی ،کچھ صرف پیچیدہ اور بڑے تبادلوں کے لیئے اورکچھ مکمل طور پر احتراز برتیں گی۔ اشیا خریدی جا سکتی ہیں یا کرائے پر لی جا سکتی ہیں یاپھر ان کی راشننگ بھی ممکن ہے یا بالکل مفت بھی ہو سکتی ہیں۔ اگر یہ باتیں محض تصوراتی، بے معنی یا یوٹاپیائی دکھائی دیں تو یادہانی بے موقع نہ ہوگی کہ پہلے ہی کتنی اشیا مشترکہ ملکیت میں ہیں اور کتنی اشیا مفت استعمال ہو رہی ہیں۔
برطانیہ میں کچھ بڑی صنعتوں جیسے ہوائی جہاز،ریل،ٹرانسپورٹ،نشرو ابلاغ ،پانی، گیس، اور بجلی کی مالک کمیونٹی ہے اگرچہ ان کے استعمال کی قیمت ادا کی جاتی ہے ۔ سڑکیں ،پل،دریا،بیچز،پارکس،لائبیریریاں ،کھیل کے میدان،واش رومز، ہسپتال،اور ایمرجنسی سروسز کی صرف ملکیت ہی کمیونٹی پاس نہیں بلکہ ان کا استعمال بھی بلا معاوضہ کرتی ہے ۔ نجی ملکیت اور کمیونٹی کی ملکیت ، پیسوں سے استعمال اور مفت استعمال میں فرق بالکل فرضی ہے،بلا شبہ ہمیں سڑکیں اور ساحل سمندر کسی بھی قیمت کے بنا استعمال کرنے چاہئیں لیکن ہمیشہ سے ایسا نہیں رہا۔ یونیورسٹیوں اور ہسپتالوں کا مفت استعمال اس صدی میں شروع ہوا

ہے ۔اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمیں ٹرانسپورٹ و غیرہ کے لیے پیسے دینے چاہیے لیکن شاید ہمیشہ یہ ممکن نہیں ہوتا۔کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی کہ ان کا استعمال مفت کیوں نہیں ہونا چاہیے۔

جائیداد اکھٹی کرنے کی بجائے دولت کی مساویانہ یا مفت تقسیم کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ نجی ملکیت پر مبنی طبقاتی نظام ختم ہو جائے گا لیکن انارکسٹ غلبے /کنڑول کی بنیاد پر کھڑا طبقاتی نظام بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے مراد ہر تنظیم کی مستقل نگرانی ہے تا کہ اس میں بیوروکریسی جنم نہ لے سکے ۔ سب سے اہم یہ ہو گا کہ کام کی تنظیم انتظامی طبقے کے بغیرہو۔

کام

انسان کی بنیادی ضروریات خوراک ، لباس اور گھر وغیرہ کی ہیں جو اسے زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہیں۔ دوسری ضروریات مزید آسائشوں پر مشتمل پر ہیں جو زندگی کو باوقار بنانے میں مدد گار ہوتی ہیں ۔ کسی بھی انسانی گروہ کی بنیادی معاشی سرگرمی وہ اشیا پیدا اور ان کی تقسیم کرناہے جن سےلوگوں کی یہ ضروریات پوری ہوتی ہوں ۔معاشرے ذاتی/انفرادی تعلقات پر استوار ہوتے ہیں اور ان کے بعدکسی بھی معاشرے کا اہم ترین پہلو ضروری کام کی تنظیم بندی ہے ۔ انارکسٹ کام کے بارے میں دو طرح کے تصورات رکھتے ہیں ،زیادہ تر کام ناخوش گوار ہے لیکن اسے قابل برداشت یا مزید خوشگوار بنانے کے لیے اس کی تنظیم سازی ممکن ہے، دوسرے یہ کہ سارا کام منظم بھی انہی لوگوں کو کرنا چاہیے جو اسے پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہوں ۔

انارکیت پسند مارکسسٹوں سے متفق ہیں کہ موجودہ دور میں "لیبر" محنت کشوں اور ان کے کام میں اجنبیت کا سبب بن رہی ہے ۔یہ کام ان کی زندگی نہیں ہے لیکن یہ وہ کام ہے جو وہ زندہ رہنے کے لئے کرتے ہیں ۔ اس کی زندگی وہ ہے جو وہ کام سے باہر بسر کرتاہے اور جس چیز سے وہ لطف اٹھاتا ہے اسے وہ کام نہیں کہتا اورجب وہ لطف حاصل کرنے کے لئے کچھ کرتا ہے تو اسے زندگی نہیں کہتا۔ بیشتر کام، بیشتر کام کرنے والوں ، اور بیشتر حالات کار کے بارے میں یہ بات ہمیشہ کے لئیے درست ہے اور درست رہے گی۔ہمیں بوریت پیدا کرنے اور تھکا دینے والے ایسے میکانکی حالات کار کا سامنا ہے جس کے بل بوتے ہم پیداواری وسیلوں اور ٹرانسپورٹ/ بار برادری کے نظام جاری رکھ سکیں ، فصلوں کے لئیےجانوروں کو متحرک رکھ سکیں اور لوگوں سے اپنی مرضی کے مطابق اور ان کی رضا کے خلاف حاصل کر سکیں ۔ مگر بڑے پیمانے پر مادی معیار زندگی میں کمی کئیے بغیر ان حالات کار سےچھٹکارا ممکن نہیں ۔ میکانکیت کا سبب بننے والے خود کار نظام میں کمی بھی ،بوریت میں کمی کا سبب بنے گی ۔ انارکسٹ اصرار کرتے ہیں کہ ان مسائل کا حل لوگوں میں یہ سوچ راسخ کرنانہیں کہ ہمیں ایک ناگزیر صورتحال کا سامنا ہے ۔اس رویے کی بجائے بنیادی کام کی اس طرح تنظیم نو کرنا بہتر ہوگا جس کے تحت پہلے مرحلے پر

ہراہل فرد کے لئیے اس کام میں حصہ لینا ایک عام /نارمل بات ہو اور کوئی بھی دن کے چند گھنٹوں سے زیادہ کام نہ کرے ۔دوسرے مرحلے پر ہر ایک کے لئیے یہ ممکن ہوکہ وہ بوریت پیدا کرنے والے کام کے درمیان متبادل کا انتخاب کر سکیں جو زیادہ تنوع کے باعث کم بوریت پیدا کرے گا ۔ یہ تمام افراد کے درمیان ایک منصفانہ تقسیم کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ ہر کسی کے لیے منصفانہ کام کا بھی مسئلہ ہے ۔

انارکسٹ سنڈیکلسٹوں کی اس بات سے متفق ہیں کہ کام کا انتظام کارکنوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ کارکن طبقہ ، یونین یا پھر ورکنگ کلاس کی جماعت، معاشیات کا اختیار سنبھال لے اور نہ ہی چھوٹے پیمانے پر ایسا ہونا چاہیے کہ فیکٹری کا سٹاف مینجر منتخب کرے یا اکاونٹس کا معائنہ کرے۔ کسی بھی طرح کے باسز،مینجر ، یا انسپکٹرکے بنا لوگ اپنے کام پر مکمل اختیار رکھتے ہوں ۔ بلا شبہ کچھ افراد بڑے اچھے رابطہ کار ہوتے ہیں اور رابطہ کاری کے عمل پر مکمل توجہ بھی مرکوز کر سکتے ہوں گے لیکن ان کا ان پر اختیار نہیں ہونا چاہیے جو عملی طور پر کام کررہے ہوں ۔ کچھ لوگ سست تو کچھ چست ہو سکتے ہیں لیکن وہ پہلے ہی سے اپنی طبع میں اس طرح کے افراد ہیں ،صرف اپنے کام پر ہی اختیار کافی نہیں انسانوں کا اپنی زندگیوں پر بھی مکمل اختیار ہونا چاہیے۔

اس اصول کا اطلاق ہر طرح کے کام پر ہونا چاہیے فیکٹریوں میں ، کھیتوں کھلیانو ں میں،بڑے منصوبوں اور چھوٹے منصوبوں میں بھی، ہنر مند اور غیر ہنر مند پیشوں میں ، گند سے متعلق پیشوں میں بھی اور لبرل پیشوں میں بھی یہی اصول مد نظر ہونا چاہئے ۔ یہ کارکنوں کو مطمئن کرنے کی طرف ایک قدم ہی نہیں بلکہ ہر طرح کی آزاد معشیت کا بنیادی اصول بھی ہے۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ کام پر کارکنوں کا مکمل اختیار غیر ضروری مقابلے کا سبب بنے گا اور غیر ضروری پیداوار بڑھانے کا ذریعہ بھی گا ۔ایک واضح جواب یہ ہے کہ کارکنوں کا مکمل عدم کنڑول بھی انہی نتائج کا سبب بنتا ہے۔ اس لئیے جس چیز کی ضرورت ہے وہ کام کی ایک ذہین منصوبہ بندی ہے جونچلی سطح پر کارکنوں کو مزید علم اور معلومات بہم پہنچانے س ممکن ہو گی۔ اور عمومی سوچ کے مطابق تنظیم کی اوپر والی پرتوں کو مزید کنڑول اور اختیار دینے سے نہیں ہو سکتی ۔

زیادہ تر معشیت دانوں کی توجہ پیداوار پر مرکوز رہی ہے اس کی کھپت پر نہیں ، اشیا بنانے پر ہے ان کے مصرف پر نہیں ۔دونوں دائیں اور بائیں بازو والے کارکنوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار چاہتے ہیں۔ شاید ان کا مقصد امرا کو مزید امیر اورریاست کو مضبوط کرنا ہے ۔ جس کا نتیجہ زائد پیداوار کے ساتھ غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ، دفتروں کے لئے بڑے بڑے پلازے اور پہلو میں بے گھر افراد کی تعداد میں اضافہ، ایک ایکڑ کی پیداوار میں اضافہ اور اس کے ساتھ بنجر چھوڑی گئی زمینیوں کی صورت میں

برآمد ہو رہا ہے ۔ انارکسٹوں کا اصرار پیداوار پر نہیں کھپت پر ہے تا کہ تمام لوگوں کی ضروریات پوری ہوں ۔ منافع اور قوت میں اضافے کے سبب امیر اور طاقتور مزید مضبوط نہ ہوں۔

ضروریات اور تعئشیات

تہذیب کا معمولی دعوی رکھنے والا معاشرہ بھی بنیادی ضروریات کے استحصال کی اجازت نہیں دے گا۔ آسائشات کی خرید و فروخت درست تسلیم کی جا سکتی ہے کیونکہ کہ ہم انہیں استعال کرنے یا نہ کرنے کا انتخاب رکھتے ہیں۔ لیکن ضروریات آسائشات نہیں ہوتیں کیونکہ ان کے استعمال کے بارے میں ہم کوئی انتخاب نہیں رکھتے۔ اگر انارکسٹوں کو منڈی ، امراءیا اشرافیہ کے ہاتھوں سے کوئی شے لینی ہے تو یہ زمین ہے ۔ کیونکہ اس پر ہم گزر اوقات کرتے ہیں ،خوراک حاصل کرتے ہیں اورمکانات تعمیر کرتے ہیں ۔ مزید وہ لازمی چیزیں بھی جن پر مادی زندگی کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں جیسے کپڑے ،ایندھن،آلات اور دوسری ضروریات وغیرہ۔جب ضروریات زندگی کی پیداوار وافر ہو تو ہر کسی کو اس کی ضرورت کے مطابق فراہمی ہوگی ۔قلت کی صورت میں متفقہ طور پر تیار کردہ فری ری راشننگ کا سسٹم ہوگا جس پر کہ سب متفق ہوں ۔ ایسے نظام میں کچھ نہ کچھ خامی ہے جہاں ضرورت اور ضیاع ساتھ ساتھ موجود ہوں ، کچھ افراد کے پاس اپنی ضرورت سے زائد وسائل ہوں جبکہ دوسرے محروم رہیں۔

کسی بھی صحت مند معاشرے کی پہلی ذمہ داری اشیاء ضرورت کی کمی کو دور کرنا ہے۔ کم ترقی پذیر ممالک میں خوراک کی کمی اور ترقی یافتہ ممالک میں میں رہائشی ضرورتوں کی کمی وغیرہ ۔ مثال کے طور پر برطانیہ میں اگر دستیاب سرمائے اور محنت کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جاتا تو کوئی وجہ نہیں کہ کافی مقدار میں خوراک پیدا نہ ہوتی ،پوری آبادی کے لیے گھروں کی تعمیر نہ ہو سکتی ۔ اب ایسا ممکن نہیں رہا کیونکہ معاشرے کی ترجیحات مختلف ہیں۔ اس وجہ سے نہیں کہ یہ کام عملی طور پر نا ممکن ہے ۔ ایک زمانے میں یہ خیال عام تھا کہ ہر فرد کے لیےلباس کا انتظام مشکل ہے ۔چنانچہ غریب لوگ ہمیشہ چیتھڑوں میں ہی رہیں گے ۔اس وقت ہمارے پاس کافی تعداد میں کپڑے موجود ہیں اور دیگر اشیا ضرورت بھی اسی طرح مناسب تعداد میں مہیا ہو سکتیں ہیں ۔ ایک عجیب گورکھ دھندے کی طرح تعشیات بھی ضروریات میں تو شامل ہیں لیکن بنیادی ضروریات میں نہیں ۔ایک صحت مند معاشرے کا دوسرا فرض تعیشات کی فراہمی مفت ہے۔ یقینا ایسی صورت میں پیسے کا ایک اہم کردار ہوگا بشرطیہ کہ ان کی تقسیم بڑے سرمایہ دار ملکوں کی طرح کسی نظام کے بغیرنہ ہو، اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز کمیونسٹ ملک کی طرح نہ ہو ۔یہ آسان اور سب کے لئے مساوی ہو

لیکن انسان صرف روٹی پر زندہ نہیں رہ سکتا ۔انارکسٹ تفریحی ، ذہنی ،ثقافتی اور اس قسم کی دوسری سرگرمیوں کو معاشرے کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے حق میں نہیں ہیں اورزیادہ آزادی پسند اور دیگر معاشرے بھی ایسا ہی چاہتے ہیں ۔ ان کے علاوہ ایسی دوسری سرگرمیاں ہیں جو آزاد ایسوسیشن کے افراد کے ہاتھوں میں بھی نہیں دی جا سکتیں اور معاشرے کو مجموعی طور پر ان کابندوبست کرنا ہوتا ہے۔ ان میں فلاحی سرگرمیاں جیسے خاندان، دوستوں ،محلے یا پھر ہم پیشہ لوگوں کے علاؤہ دیگر افراد کے ساتھ باہمی امداد کے نیٹ ورک استوارکرنا وغیرہ شامل ہیں ۔ ان میں سے تین کا جائزہ لیتے ہیں

فلاحی معاشرہ

معاشرے میں تعلیم انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ نشوونما کے لئے ہمیں ایک طویل مدت درکار ہوتی ہے ۔اسی طرح زندگی کے حقائق اور ضروری ہنر سیکھنے میں بھی کچھ کم وقت صرف نہیں ہوتا۔ انارکسٹوں کو تعلیم سے متعلق مسائل ہمیشہ گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ کئی انارکسٹ راہنماوں نے نظریہ تعلیم اور اس کے اطلاق کے حوالے سے گراں قدر خدمات بھی انجام دی ہیں اور کئی ماہرین تعلیم آزادی پسندانہ رحجانات کی ترویج بھی کرتے رہے جن میں روسو ،پیستا لوزی، مانتسوری اور نیل شامل ہیں ۔مگر تعلیم کے بارے میں مثالیت پسندانہ موضوعات اب عمومی سیلبس کا حصہ قرار پا چکے ہیں۔ برطانیہ کے نجی اور سرکاری تعلیمی اداروں میں شاید تعلیم عملی انار کستوں کے لئیے دلچسپی کا سب سے اہم موضوع ہے ۔عمومی رائے یہ ہے کہ انارکی بھلی تو دکھائی دیتی ہے لیکن عملی نظر نہیں آتی ۔ اس کے جواب میں ہم انارکسٹ، عملی ثبوت کے طور پر کئی پرائمری یا کمپری ہینسو سکول ،کھیل کے میدان یا یوتھ کلب کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن دوسری طرف بیشتر اسکول سسٹم ابھی تک اتھارٹی /حاکمیت پسندانہ رحجانات کے حامل افراد کی دسترس میں ہیں یعنی استاد ، گورنرز ،سرکاری افسر ،صدر انسپیکٹر وغیرہ ۔ کسی تعلیمی عمل سے منسلک نوجوان بھی سسٹم پر غلبہ پانے کی طرف راغب ہوسکتے ہیں لیکن انہیں اس کنڑول کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے اور اسی طرح بلا واسطہ تعلق رکھنے والے دوسرے افراد کو بھی نہیں ہونی چاہییے۔

صحت کے شعبے میں تعلیم کی نسبت تبدیلی زیادہ قریب ہے ۔ڈاکٹر اب مزید جادوگر نہیں رہے اور نرسوں کو بھی راہبہ نہیں سمجھا جاتا ۔ برطانیہ سمیت کئی ممالک میں صحت کی مفت سہولت کا اصول رائج ہے ۔ بلا شبہ اصلاحات میں مزید پیش رفت جاری ہے لیکن جس تبدیلی کی ضرورت ہے وہ آزادی کے اصول کو معاشیات سے نظام صحت کے سیاسی پہلو تک توسیع دینا ہے ، لوگ ہسپتالوں میں کسی بھی معاوضے کے بنا جا سکیں اور ہسپتالوں میں کسی طرح کے درجہ بند افسر شاہانہ نظام کے بغیر کام کر سکیں ۔ میں ایک بار

پھر کیوں گا کہ جس بات کی ضرورت ہے وہ ہسپتالوں پر صحت سے منسلک لوگوں کا مکمل اختیار ہے ،جیسے تعلیم صرف طلبہ کے لئے ہے ویسے ہی صحت کا شعبہ بھی صرف مریضوں کے لئے ہے

گو جرائم کا علاج بھی ترقی کا ایک طویل سفر طے کر چکا ہے لیکن ابھی تک تسلی بخش ہونے سے کوسوں دور ہے۔ انارکیت کے پاس جرائم کی نفسیات کے حوالے سے دو اہم تصورات ہیں۔ پہلا یہ کہ بہت سارے نام نہاد مجرم بھی بالکل دوسرے افراد کی طرح ہوتے ہیں ، محض غریب، کمزور، احمق یا پھر بدقسمت ۔دوسرے جو لوگ مستقل طور پر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کو مزید نقصان نہ پہنچایا جائے بلکہ ان کی دیکھ بھال کی جائے ۔بڑے مجرم ڈاکو نہیں باس ہیں ،گینگ لیڈر نہیں حکمران ہیں ، قاتل نہیں ماس قاتل ہیں۔ کچھ معمولی نا اصافیاں نمایاں کیٔ جاتی ہیں اور ریاست ان کی سزا بھی دیتی ہیں لیکن ہمارے دور کی بڑی بڑی نا انصافیآں پوشیدہ رکھی جاتیں ہیں ۔ اصل میں ان کے تسلسل کی ذمہ دار بھی ریاست ہی ہوتی ہے ۔عمومی طور پر سزا معاشرے کو زیادہ نقصان پہنچاتی ہے کیونکہ یہ زیادہ وسیع ، بہتر منظم اور کہیں زیادہ اثر پذیر بھی ہوتی ہے، سزا کی ناپسندیدگی کے باوجود کسی بھی آزاد ترین معاشرے کو بھی کچھ افراد سے محفوظ رکھنا ہوگا ۔یقینا اس سے مراد ناگزیر صورت میں جبر کااستعمال بھی ہے۔ لیکن جرائم کے صحیح علاج کو بہر صورت صحت اور تعلیم کے نظام کا حصہ بنانا ہوگا۔اس عمل سے سزا وں کا نظام ایک ادارے کی شکل اختیار نہیں کرے گا ، آخری حل جیل یاسزائے موت نہیں بائیکاٹ اور معاشرے سے خارج کرنا ہوگا۔

کثرتیت

ایک انارکسٹ سماج میں کثرتیت کی فعالیت الٹی ہو سکتی ہے۔ اس امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی فرد یا ایک گروپ ممکن حد تک اعلی معاشرہ ترک کرنے یا اس میں سر گرمی کے ساتھ حصہ لینے سے انکار کر دے ۔ کوئی وجہ نہیں ہوگی کہ اسے پابند کیا جائے۔ نظریاتی نکتہ نظر سے تو شاید ایک تنہا شخص اپنی کوششوں سے خود کوسپورٹ کر سکتا ہے لیکن عملی طور پر اشیا ضروریات ، کچھ خام مال مہیا کرنے اور تبادلے میں اشیاء لینے کے لیے کمیونٹی پر انحصارکرنا پڑے گا ۔حقیققت میں مکمل طور پر خود انحصاری اور تنہا زندگی مشکل ہے لیکن ایک اجتماعی کمیونسٹ معاشرے کو انفرادیت پسندی کے اس طرح کے رویوں کو برداشت ہی نہیں ان کی حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہیے۔ مگر ایک ایسا آزاد فرد ناقابل قبول ہوگا جو غیر منصفانہ معاوضوں سے دوسرے محنت کشوں کا استحصال کرئے یا اشیاء کا تبادلہ غیر منصفانہ بنیادوں پر کرے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ لوگ اپنے فائدے کی جگہ کسی دوسرے کے فائدے کے لئے کام نہیں کریں گے یا اشیا نہیں خریدیں گے ۔ جبکہ کوئی بھی قانون' تخصیصی حق 'سے نہیں روکے گا اور نہ ہی

کوئی بے دخلی روک سکے گا ،آپ کسی سے کچھ لے سکتے ہیں لیکن وہ آپ سے واپس بھی طلب کر سکتا ہے ۔ اتھارٹی اور پراپرٹی بمشکل ہی اکیلے اور تنہا افراد کی کوششوں سے بحال ہو سکے گی ۔

ایک بڑا خطرہ آزاد گروہوں سے ہو گا،معاشرے میں آسانی سے ایک الگ کمیونٹی تشکیل پا سکتی ہے اور شدید دباؤ کا سبب بن سکتی ہے اور اگر یہ کمیونٹی/ گروہ لںحاکمیت اور جائیداد کیطرف پلٹ جائے اور اس سے کچھ لوگوں کے معیار زندگی میں اضافہ بھی ممکن ہو تو ایسی صورت میں علیحدگی پسندوں کے ساتھ شرکت میں رغبت پیدا ہوگی ، خاص کر جب معاشرہ بھی نا مسائدحالات گزر رہا ہو ۔

لیکن ایک آزاد معاشرے کو بہرصورت کثرتیت پسند ہونا پڑے گا اور صرف اس اختلاف رائے کے ساتھ ہی نہیں رہنا ہوگا کہ آزادی اور برابری کو کیسے عملی شکل دی جائے ، اس کے ساتھ بھی کہ آزادی اور برابری کے نظریے سے مکمل انحراف کے ساتھ کیسے رہا جاے ۔ واحد شرط صرف یہ ہوگی کہ کسی کو بھی اس کی اپنی خواہشات ،ارادے کے خلاف ان گروہوں کا حصہ بننے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ اس موقع پر کسی نہ کسی طرح کا حکم پسند دباؤ آزاد ترین معاشرے کے تحفظ کے لئیے موجود ہونا چاہئیے ۔ انارکسٹ ماس معاشرے(ماس سوسائٹی) کوماس معاشرے میں ہی تبدیل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہر فرد آزادی سے دوسروں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزار سکے۔ آزادی کے اصولوں پر قائم معاشروں کوسب بڑا خطرہ اندرونی رجعت پسندی نہیں بلکہ بیرونی جارحیت ہے ۔اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آزاد معاشرے کا تسلسل کیسے برقرا رکھا جائے ، مسئلہ یہ ہے کہ اول اسے قائم کیسے کیا جائے۔

انقلاب اور اور اصلاح

روایتی طور پر پر انارکسٹ آزاد معاشرے کے لئے ایک پر تشدد انقلاب کے حامی رہے ہیں لیکن کچھ نے تشدد یا انقلاب یا پھر دونوں کو رد کیا ہے۔ تشدد کا نتیجہ بھی جوابی تشدد اور انقلاب کا نتیجہ بھی جوابی انقلاب کی صورت میں نکلا ہے۔ چند انارکسٹوں نے محض اصلاح پسندی کی حمایت کی ہے گو وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب تک جائیداد اور حاکمیت کا نظام قائم رہے گا اس وقت تک ان سطحی تبدیلیوں سے بنیادی معاشرتی ڈھانچے کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔مشکل یہ ہے کہ انارکسٹوں کی خواہش انقلابی تبدیلیاں ہیں لیکن شاید اور یقینا" بھی انارکسٹوں کی خواہشیں انقلاب کی صورت میں بھی بارآور نہیں ہوں گی ۔یہی وجہ ہے انارکسٹ مایوسانہ کاروائیوں کا سہارا لے رہے ہیں یا بے دلی کے باعث بے عملیت کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں

عملی طور پر اصلاح پسندوں اور انقلابی انارکسٹوں میں بیشتر جھگڑے بے بنیاد ہیں کیونکہ صرف انتہا پسند انقلابی ہی اصلاحات سے انکار کرے گا اورصرف متعدل اصلاح پسند ہی انقلاب کا منکر ہو گا۔سب انقلابیوں کو علم ہے کہ ان کی جدوجہد اصلاح پسندی سے آگے نہیں بڑھے گی ۔اسی طرح سب اصلاح

پسند بھی جانتے ہیں کہ ان کا کام بھی کسی نہ کسی طرح کے انقلاب کی راہ ہموار کرے گا۔ انارکسٹ چاہتے ہیں کہ "مستقلا" ہر سمت سے ایک دباؤ رکھا جائے، افراد کو تبدیل کیا جائے، گروپ تشکیل دیئے جائیں ، اداروں کی اصلاح کی جائے ،لوگوں کو بیدار کیا جائے اوریوں پراپرٹی اور حاکمیت کی تباہی کی جائے ۔اگر یہ کام کسی بھی مشکل کے بغیرہو جائے تو ہم خوشی کا اظہار کریں گے لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی ایسا ہوگا۔ بالآخر میدان عمل میں جانا پڑے گا ۔ پڑوس میں ، کام کرنے کی جگہ پر ،سڑکوں پر غرض ہر جگہ ریاستی قوت کا مقابلہ کیا جائے اور اگر ریاست شکست کھا جائے تو ایک نئی ریاست تشکیل ہونے کے خلاف جدوجہد بھی کی جائےاور اس کی جگہ آزاد معاشرے کی تعمیر شروع کی جائے ۔اس جد وجہد میں ہر فرد کا کردار ہے۔ انارکسٹ جانتے ہیں کہ اپنے اہداف کے لیئے جد وجہد میں انہیں کہاں اور کیا کردار ہے

4- انارکسٹ کیا کرتے ہیں

پہلا کام جو انارکسٹ کرتے ہیں وہ سوچنا اور گفتگو کرنا ہے۔ کچھ ہی افراد بطور انارکسٹ ابتدا کرتے ہیں ۔ انارکی اپنانا، ذہنی و جذباتی اتار چڑھاو کا حامل ایک منتشر تجربہ ہے ۔ ایک شعوری انارکسٹ ہونا مستقلا" ایک مشکل صورتحال ہے کیونکہ یہ فکری رکاوٹ عبور کرنا اور پھر لوگوں کو قائل کرنا اور بھی مشکل ہے کہ حکومت کی ضرورت ایک بدیہی امر کے طور پر موجود نہیں ۔ اس پر بحث بھی ممکن ہے اور نتیجے میں اسے رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایک انارکسٹ کو معاملات زندگی کا ایک مکمل اور نیا نکتہ نظر تشکیل دینا پڑتاہے اور ساتھ ان سے نمٹنے کا ایک طریقہ بھی ۔یہ عام طور پر ان افراد کے ساتھ مل کر کیا جاتا ہے جو خود انارکسٹ ہوں یا انارکی کی طرف مائل ہوں ، خاص کر بائیں بازو کے کسی گروپ یا جد و جہد میں شامل افراد کے ساتھ مل کر۔

اسی طرح ایک انتہائی یکسو انا رکسٹ بھی غیر انارکسٹ افراد کے ساتھ رابطے میں ہوتا ہے اور یہ رابطے بلاشبہ اپنے نظریات کے فروغ کا ایک موثر ذریعہ بنتے ہیں ۔ اپنے خاندان میں ،دوستوں میں، گھر اور کام کی جگہ پر کوئی بھی ان سے متاثر ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی انارکسٹ خاندان اور دوستوں میں، گھر اور کام کی جگہ پر مناسب حد تک فلسفیانہ انداز نہیں رکھتا تو وہ ان افراد سے مغلوب ہو سکتا ہے۔ گو اسے ایک کلیہ کا درجہ نہیں دیا جا سکتا لیکن انار کسٹ بالعموم ساتھیوں کی وفاداری ، اپنے بچوں سے اطاعت ،پڑویسیوں سےہم آہنگی یا پھر اپنے ہم پیشہ لوگوں کی باقاعدگی اور اس طرح دیگر امور پر دوسروں سے کم پریشان ہوتے ہیں۔ انارکسٹ ملازمین اور شہری وہ کچھ کرنے کی طرف کم مائل ہوتے ہیں جو انہیں کہا جائے گا۔ اسی طرح انار کسٹ استاد اور والدین دوسروں سے وہ کروانے کی طرف بھی کم مائل ہوتے ہیں جو ہدایتیں انہیں موصول ہوتی ہیں ۔ مختصر ا" ایسا انارکزم جو ذاتی زندگی میں اظہار نہ پا سکے وہ ناقابل بھروسہ ہے

کچھ انارکسٹ صرف اپنی ذہن سازی کرنے اور خیالات کو اپنی زندگی تک محدود رکھنے پر ہی مطمئن رہتے ہیں لیکن بیشتر اس سے آگے بڑھنا چاہیں گے اور دوسروں کو متاثر بھی کرنا چاہتے ہیں۔ سماجی اور سیاسی مسائل پر وہ اپنے آزادی پسندانہ خیالات پیش کرتے ہیں اور عوامی مسائل پر جدوجھد میں بھی آزاد انہ حل /خیالات کی تائید کرتے ہیں لیکن موثر نتائج حاصل کرنے کے لیے دوسرےانارکسٹوں کے ساتھ ، کسی طرح کے سیاسی گروپ کے ساتھ مستقل بنیادوں پر سیاسی شراکت ضروری ہے ،صرف اتفاقیہ مل جانے

لوگوں کے ذریعے یہ ممکن نہیں ۔ یہ تنظیم سازی کی ابتدا ہے، پروپیگنڈے کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اور بالآخر جد و جہد کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے ۔

تنظیم اور پروپیگنڈہ

انارکیت کا ابتدائی مرحلہ بحث و مباحثے کا ایک گروپ تشکیل دینا ہوتا ہے۔ اگر گروپ بن جائے تواس کا اظہار دو سمتیں اختیار کر سکتا ہے، اول یہ دوسرے گروپوں کے ساتھ روابط استوار کرے گا اوردوم یہ بڑے پیمانے پر ایک سرگرمی شروع کر سکتا ہے ۔ دوسرے گروپوں کے ساتھ روابط ایک فیڈریشن میں تبدیل ہوجائیں گےجو مختلف سرگرمیوں کے درمیان روابط پیدا کرے گی اور یوں زیادہ اہم منصوبے شروع کیے جا سکتے ہیں ۔انارکسٹ سرگرمی ایک پروپیگنڈے سے شروع ہوتی ہے تاکہ انارکیت کا پیغام دوسروں تک پہنچایا جا سکے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے دو بنیادی طریقے ہیں: الفاظ کے ذریعے پروپیگنڈہ اور عمل کے ذریعے پروپیگنڈا

الفاظ تحریری بھی ہوسکتے ہیں یا زبانی اظہار(گفتگو/تقریروغیرہ) کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ ماضی کی نسبت آج کل بولے گئےالفاظ کی
پذیرائی قدرے کم ہے ۔کھلے عام یا بند کمروں کی پبلک میٹنگ لوگوں تک بلا واسطہ رسائی کا قیمتی ذریعہ ہیں۔ انارکسٹ ہونے کا آخری مرحلہ عمومی طور پر کسی طرح کا ذاتی رابطہ کرنے کی کوشش ہے اورایک میٹنگ اس کا بہترین طریقہ ہوسکتی ہے خاص کر ایک انارکسٹ میٹنگ کا انعقاد۔ دوسرے لوگوں کی میٹنگ بھی انارکیت کا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے اہم ہو تیں ہیں۔ ان میٹنگ کی کاروائی میں شرکت کرنے کے نقطہ نظر سے یا ان کی کارروائی میں دخل در معقولات کے لیے۔

زبانی اظہار کا سب سے اہم طریقہ بلاشبہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں ۔انارکسٹ بعض اوقات ان پروگراموں میں اظہار کے لیے اپنی جگہ بنا لیتے ہیں لیکن براڈکاسٹ پروپیگنڈے کا غیر موثر ذریعہ ہے کیونکہ نا مانوس خیالات کے اظہار کے لئے یہ تسلی بخش طریقہ نہیں ۔ زیادہ تر سامعین کے لئےانارکیٔ ابھی تک ایک نامانوس تصور ہے ۔ خصوصا" پیچیدہ سیاسی خیالات کے اظہار کے لئے براڈ کاسٹنگ مناسب ذریعہ اظہارنہیں ۔ انارکی کا سب سے بہتر اظہار کہانیوں کے سبق کی صورت میں کیا جاسکتا ہے۔ اس نکتے کا اطلاق سینما ، تھیٹر، براڈ کاسٹنگ کے ذریعے ابلاغ پر بھی ہو گا بشرطیکہ یہ ذرائع ایک تجربہ کار اور ماہر ہاتھوں میں ہوں۔ یہ رائے درست ہے کہ انارکسٹ ابھی تک ابلاغ کے مختلف ذرائع کا موثر استعمال نہیں کر سکے ۔

لیکن تقریروں/مکالموں کے ذریعے پروپیگنڈہ جس حد تک بھی موثر ہو تحریریں پیغام پہنچانے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں ۔ پروپیگنڈا کی اہم ترین صورت بھی یہی رہی ہے اور ابھی تک ہے۔ حکومت کے بغیر معاشرے کا تصور صدیوں سے ایک مخفی صورت میں موجود رہا اور کبھی کبھار انحرافی تحریکوں کے ذریعے اس کا کھلااظہار بھی ہوا لیکن پہلی بار ہزاروں لوگوں کے لیے پیئن ، گاڈ ون،پرو دھون، سٹرنر اور دوسرے لوگوں کی کتابوں سے منظر عام پر آیا۔جونہی اس تصور نے جڑیں پکڑیں اور منظم گروہوں کے ذریعے اس کا اظہار شروع ہوا تو اس کے بعد تحریروں کا ایک سیلاب امڈ آیا جو ابھی تک ابلاغ کا ایک بنیادی طریقہ کار ہے۔ ان میں سے کچھ اشاعتیں بہت اچھی ہیں لیکن زیادہ تر معیاری نہیں۔ تاہم یہ باور کروانے میں ان تحریروں کا بنیادی کردار رہا ہے کہ تحریک ابھی دائرہ بند نہیں ہوئی اور اس نے خارجی دنیا سے مکالمہ جاری رکھا ہے ۔

انارکسٹ سوچ کے حوالے سے یہ بات خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ غیر انارکیت پسندوں میں بھی اس کا اظہار کیا جائے اور غیر انارکسٹ قارئین تک رسائی کے لئیے غیر انارکسٹ ذرائع بھی استعمال کی جائیں ۔

گو تحریری اور زبانی اظہار ضروری ہے لیکن ہمیشہ کافی نہیں ہوتا ۔ عمومی معنوں میں ہم مکالمہ یا گفتگو کر سکتے ہیں اور لکھ بھی سکتے ہیں لیکن یہ سرگرمیاں ہمیں کسی سمت میں لے کر جانے والی نہیں ۔چنانچہ ضروری ہے کہ محض اس پروپیگنڈے سے دو معنوں آگے بڑھا جائے ۔ ایک کسی خاص صورت حال میں خاص مسائل پر بحث کی ابتدا کرنا اور ان کو اس طرح پیش کرنا کہ فوری اثر برامد ہو سکے ۔ دوسرے الفاظ سے زیادہ کسی اور ڈرامائی عمل کے ذریعہ سے مقبولیت/ توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پہلے طریقے کو احتجاج اور دوسرے کو عمل بہ مثال کے ذریعہ پروپیگنڈا کہتے ہیں۔

احتجاج کی صورت میں سیاسی نظریہ سیاسی حقیقت کے بالمقابل کھڑاہوتا ہے ۔انارکسٹ احتجاج ایسی صورتحال میں موزوں ترین بن جاتا ہے جب کسی بحرانی صورت حال کے باعث لوگ انارکسٹ خیالات کی پذیرائی کے لئیے حساس ہوں ۔ ایسی صورتحال میں انارکسٹ پروپیگنڈا موضوع بحث بن جاتا ہے مثلا" قومی اور سول لڑائیوں میں شدت کے دوران یا پبلک سکینڈل کے خلاف احتجاج میں۔ یہ احتجاج لازمی طور پر ایسے پراپیگنڈے پر مشتمل ہوتا ہے جس کے ذریعےانارکسٹ پیغام کو زمینی حقائق سے جوڑا جاسکے اور یہ عملی شکل اختیار کرلے ۔ عوامی سطح پر بڑھتے ہوئے شعور کی وجہ اجکل لوگ غور و فکر سے زیادہ خصوصی تجاویز کی طرف دھیان دیتے ہیں ۔ یہی موقعہ ہوتا ہے کہ ہم نظام کی جڑوں میں موجود مسائل نمایاں کر سکیں کہ انہیں کیسے درست سمت میں ڈالا جا سکتا ہے۔انارکسٹ احتجاج جنگ عظیم اول سے قبل فرانس،

سپین ، امریکہ میں اور جنگ کے بعد روس، اٹلی اور چین میں اور پھر1930 کے سپین میں موثر رہے لیکن 1880، 1940اور دوبارہ 1960 کے دوران برطانیہ میں بمشکل اپنا اثر دکھا سکے ۔

پروپیگنڈا بہ مثال کے حوالے سے انارکسٹ اور مخالفین دونوں حلقے کج فہمی کا شکار ہیں ۔ 1870 کی دہائی میں جب پہلی باراس اصطلاح کا استعمال ہوا تو اس سے مراد احتجاج،ہنگامے اور بغاوت کی سیاست تھی ،جو علامتی طور پر کسی فوری کامیابی سے زیادہ پبلسٹی حاصل کرنے کے لئیے شروع کی گئی تھی ۔اس سیاست کے پس پردہ اصل نکتہ یہ تھا کہ پروپیگنڈہ صرف جد جہد کے مختلف امکانات پر ہی مشتمل نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان امور کی خبر/تشہیر بھی ضروری ہے جو اب تک حاصل کیا جا چکا ہے ۔ ابتدا میں اس سے مراد تشدد نہیں تھا اور نہ ہی ہونا چاہیے لیکن انفرادیت پسند انارکسٹوں کی طرف سے غم و غصے کی لہر کے بعد ، 1890سےپرو پیگنڈا بہ مثال کو ذاتی سطح پر غم و غصے کے اظہار سے منسلک کر دیا گیا اور انارکسٹوں کے بارے میں یہ تصور ابھی تک کمزور نہیں ہو سکا۔

لیکن اب بیشتر انارکسٹوں کے لیے پروپیگنڈہ بہ مثال سے مراد بم بازی نہیں بلکہ اس سے مراد عدم تشدد یا پھر بلا تشدد سیاسی عمل ہے ۔پروپیگنڈا بہ مثال کا تصوراب دوبارہ اپنے اصل اور بنیادی معانی کی طرف لوٹ گیا ہے ۔ اور اس نے مختلف صورتیں اختیار کرلی ہیں جیسے بیٹھنے کے احتجاج ،منظم ہیکلنگ، غیر روایتی مظاہرے وغیرہ۔ پروپیگنڈہ بہ مثال اکثر اوقات لا قانونی ہوتا ہے لیکن اسے لا قانونی ہونے کی ضرورت نہیں۔سول نافرمانی کی تحریک واضح طور پر مثال کے ذریعے پروپیگنڈے کی ایک شکل ہے جو سوچے سمجھے طریقے سے کھلے عام قانون توڑ کر تشہیر حاصل کرنے کی کوشش ہوتی ہے ۔ بیشترانارکسٹ اسے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ یہ جان بوجھ کر سزا کی کھلی دعوت ہوتی ہے ۔ دوسرے یہ اتھارٹی کے ساتھ رضا کارانہ رابطوں کے لئیے انارکسٹ احساسات کو بھی مجروح کرتی ہے تاہم بعض صورتوں میں انارکسٹوں نے اسے پروپیگنڈے کی مفید شکل بھی پایا ہے

احتجاج خاص کر جب یہ کامیاب ہو اور پروپیگنڈہ بہ مثال، بالخصوص جب یہ غیر قانونی ہو،دونوں محض پراپیگنڈہ ہونے سے زیادہ دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ احتجاج جد وجہد پر اکساتا ہے اور پروپیگنڈا بہ مثال جد وجہد پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس مقام پر انارکسٹ میدان عمل میں اترتے ہیں اور یوں انارکیت ایک سنجیدہ مسئلہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔

جد و جہد

انارکیت پر نظریہ سازی کی عملی شکل میں تبدیلی ، تنظیم میں تبدیلی ہے ۔ایک مباحثہ یا پروپیگنڈا گروپ حکومت کے لیئے آسانی سے قابل مشاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی شرکت کے لیے بھی آسان ہوتا ہے ۔ یہ آسانی سے ایک خاص اور رسمی گروہ میں تبدیل ہو جائے گا ۔اس گروپ میں ہر فرد وہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے وہ نہیں کرتا جو وہ نہیں چاہتا۔ یہ انتہائی نازک مرحلہ ہوتا ہے کیوں کہ سخت گیر رویے فرقہ بندی کو جنم دیتے ہیں جبکہ ڈھیلے ڈھالے اور کھلے رویے غیر ذمہ داری اور انتشار کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ مرحلہ مزید خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتا ہے کیونکہ انارکی اب ایک سنجیدہ صورت اختیار کرنے لگے گی اور یوں حاکموں کے لیئے بھی خطرہ کا الارم بن جائے گی جس کے نتیجے میں پکڑ دھکڑ شروع ہو سکتی ہے ۔

انارکسٹوں کے لیئے سرگرمی کی سب سے اہم صورت کسی بھی مسئلہ پر احتجاجی مہم کا حصہ بننا ہے ۔یہ اصلاح پسندانہ یعنی پورے سسٹم میں کوئی تبدیلی لائے بغیر ایک مہم کی شکل اختیار کرسکتی ہے یا پھر انقلابی بھی ہوسکتی ہے ۔سسٹم کی تبدیلی کے لیے یہ قانونی/غیر قانونی یا دونوں ،پر تشدد یا پھر بلا تشدد کچھ بھی ہو سکتی ہے۔اس کی کامیابی کے امکانات بھی ہو سکتے ہیں یا ابتداء سے ہی نا امیدی کا شکار ہو سکتی ہے ۔ انارکسٹ اس تحریک میں غالب بھی ہو سکتے ہیں یا وہ صرف اس تحریک میں حصہ لینے والے ایک گروہ تک محدود رہ سکتے ہیں۔ انارکسٹوں کو جد و جہد کی مختلف شکلوں کے لیئے زیادہ عرصہ انتظار نہیں کرنا پڑتا ۔ انہنو ں نے تقریبا ایک صدی ان تمام میدانوں میں قوت عمل آزمائی ہے۔ قوت عمل کی وہ شکل جس کے ساتھ انارکسٹ مطمئن رہے ہیں یا انارکسٹوں سے منسوب ہے وہ راست اقدام ہے۔

راست قدم (direct action)کا تصور بھی انارکسٹوں اور ان کے مخالفین میں کج فہمی کا شکار رہا ۔ جب پہلی بار (1890) میں اس اصطلاح کا استعمال ہوا تواس مراد سیاسی یعنی پارلیمانی عمل کی زد کے سوا کچھ اور نہ تھا اور لیبر تحریک کے تناظر میں اس سے مراد " صنعتی جدو جہد" خاص کر ہڑتالوں ،بائیکاٹ، اور توڑ پھوڑ کی سیاست تھی لیکن ان کو انقلاب کی تیاری اور ریہرسل کے طور سمجھا گیا ، اس طرز سیاست کے پیچھے اصل تصور یہ تھا کہ جد و جہد بل واسطہ نمائندوں کے ذریعے ممکن نہیں ہوتی اور صرف ان لوگوں کے ذریعے ہی ممکن ہے جو اس صورتحال میں شامل ہوں ۔دوسرے یہ اصل صورتحال کے مطابق عمل ہے اور اس کا مقصد کامیابی کے کچھ اہداف حاصل کرنا ہے محض اشتہار بازی نہیں ۔

یہ تصور سادہ اور قابل فہم تھا لیکن اسے (راست اقدام)پروپیگنڈہ بہ مثال اور خاص کر سول نا فرمانی کی تحریک کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا ۔ راست اقدام کی تیکنیک فرانس میں سنڈیکلیت تحریک کے دوران ایک زیادہ انتہا پسندانہ تیکنیک 'پراپیگنڈا بہ مثال' کے ردعمل میں وضع کی گی گئی۔ٹریڈ یونینسٹوں نےاس تیکنیک کو ایک ڈرامائی لیکن غیرموثر اقدام سمجھتے ہوئے نظر انداز نہ کیا اور ایک ڈرل لیکن موثر عمل کی صورت میں اختیار کر لئیا جو اپنی اصل میں صرف ایک نظریہ تھی۔ لیکن جوں جوں سینڈیکلسٹ تحریک مضبوط ہوئی اور نتیجے میں فرانس، اسپین ،اٹلی، امریکہ ،روس حتہ کہ برطانیہ میں بھی نظام کے ساتھ کشمکش شروع ہوگئی تو اس کےنتیجے میں راست اقدام کے اہم ترین پہلووں نے وہی مقام حاصل کرلیا جو پروپیگنڈہ بہ مثال نے حاصل کیا تھا ۔ گاندھی نے عدم تشدد پر مبنی اپنی سول نافرمانی کی تحریک کو بھی راست اقدام کی ایک شکل کے طور پر پیش کیا او ر یوں تینوں اصطلاحات باہم مدغم ہوگئیں اور ان کے معنی کم وبیش ایک ہی قرار پائے یعنی سیاسی سرگرمی کی ایسی صورت جو خلاف قانون یا مسلمہ آئینی اقدار کے دائرے سے باہر ہو۔

لیکن بیشتر انارکسٹ ابھی تک اس سے بنیادی مفہوم ہی مراد لیتے ہیں ۔بلاشبہ اس نے روایتی معنی برقرار رکھتے ہوئے نئی شکلیں اختیار کر لیں ہیں مثلاً" فوجی اڈوں پر دھاوے ، یونیورسٹیوں کا اختیار سنبھالنا ،خالی مکانوں پر دھر نا یا پھر فیکٹریوں پر قبضہ وغیرہ۔ انارکسٹوں کے لیے سب سے زیادہ دلچسپی اس بات میں ہے کہ یہ تصور آزادی پسند اصولوں اور انارکیت کی مبادیات سے ہم آہنگ ہے۔ مخالفانہ گروپوں کے سیاسی اقدامات کا زیادہ تر ہدف طاقت کا حصول ہوتا ہے لیکن جونہی یہ گروپ سیاسی قوت حاصل کر لیتے ہیں تو نہ صرف اس تکنیک کا استعمال چھوڑ دیتے ہیں بلکہ دوسرے گروپوں کو بھی ایسا کرنے سے روکتے ہیں۔دوسری طرف انارکسٹ ہمیشہ راست اقدام کے حق میں ہوتے ہیں ۔وہ اسے ایک قابل قبول اور سادہ عمل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ایسا عمل جو استعمال سے توانائی حاصل کرتا ہے اور جو آزاد معاشرے کی تخلیق اور اسے قائم رکھنے میں معاون بھی ثابت ہوتا ہے

کچھ انارکسٹ ایک آزاد معاشرے کی تخلیق پر اعتماد نہیں رکھتے اور ان کا سیاسی عمل بھی تبدیل ہوتارہتا ہے۔ اس حوالے سے انارکیت میں ایک با اثر قنوطی رجحان معدومیت کاہے ۔معدومیت کی اصطلاحات ترگینیف نے اپنے ناول "والد اور بیٹے " میں ایک صدی قبل نوجوان روسی نسل کی تشکیک پسندانہ اور تحقیر آمیز رویوں کو نمایاں کرنے کے لیے برتی تھی۔ بعد ازاں اس سے مراد یہ نقطہ بن گیا کہ صرف ریاست اور رائج الوقت اخلاقیات ہی کوئی معنی نہیں رکھتے بلکہ معاشرہ اور انسانیت کے تصورات بھی لغو ہیں ۔ ایک پکے معدو میت پسند کے لئیے کچھ بھی مقدس یا اہم نہیں ہوتا اور اس کی اپنی ذات بھی اہمیت نہیں رکھتی ۔معدومیت پسندی انانیت پسندی سے ایک قدم آگے کا مرحلہ ہے

معدومیت سے تحریک پانے والا ایک انتہائی قدم دہشت گردی برائے دہشت گردی ہے یعنی کسی بھی انتقام یا پروپیگنڈے کی خواہش سے مبرا دہشت پسندی ۔ انارکسٹ حلقوں میں یہ کسی حد تک ایک فیشن کے طور پر مقبول رہی ہے مگر صرف انارکسٹ ہی دہشت گرد نہیں ہوتے۔ ایک لا تعلق اور جارحانہ معاشرے میں ایک اقلیتی تحریک انارکیت کی تبلیغ سے مایوسی کے بعد سماج پر حملہ ایک جاذب نظر سرگرمی بن جاتا ہے ۔یہ رویہ غم و غصے کا تو کوئی علاج نہیں کر سکتا لیکن لاتعلقی کو یقینا" ختم کرتا ہے ۔"انہیں مجھ سے نفرت کرنے دو جب تک وہ مجھ سے خوفزدہ ہیں"۔ یہ دہشت پسند کی سوچ ہوتی ہے لیکن اگر سوچ سمجھے قتل نتیجہ خیز نہیں رہے تو دہشت گردی کے اکا دکا اقدام بھی رد نتیجہ ہوتے ہیں ۔یہ کہنا مبالغہ نہیں ہو گا کہ انارکیت کو مریضانہ تشدد نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے جو ہمیشہ اس کا جزوحصہ رہا اور ابھی تک بھی ہے۔

معدومیت سے تحریک پانے والی ایک قدرے معتدل صورت بوہیمیت رہی ہے ۔ایک مستقل مظہر جو صورت حال کے ساتھ ا پنا نام بھی تبدیل کر لیتاہے ۔یہ بھی انا رکسٹ تحریک کے کچھ حلقوں میں بطور ایک فیشن مقبول رہی اور یقنن انارکسٹ تحریک سے باہر دیگر حلقوں میں بھی موثر تھی۔معاشرے پر حملہ کرنے کی جگہ ایک بوہیمیت پسند خود کو معاشرے سے الگ تھلگ کر لیتا ہے۔ معاشرتی اقدار کے ساتھ ٹکراؤ کا راستہ رد کرتے ہوئے وہ ،معاشرے کے حوالے سے معاشرے میں رہتا ہے۔ ا س رجحان کے بارے میں بہت زیادہ نا معقول باتیں پھیلائی گئی ہیں ۔ بلا شبہ بوہیمیے طفلیئے ہو سکتے ہیں لیکن یہ بات بہت سارے دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی درست ہو گی۔ دوسرے پہلو سے وہ اپنی ذات کے سوا کسی اورکو نقصان نہیں پہنچاتے ۔ لیکن یہ بات دیگر بہت سارے افراد کے بارے میں نہیں کہا جا سکتی۔ان کے بارے میں بہترین رائے یہ دی جا سکتی ہے کہ وہ خود لذتی میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی ،معاشرے کی اقدار کو شدت لیکن بلا ضررطریقے سے رد کرتے کچھ بہتر کر سکتے ہیں ۔ ان کے بارے میں بری ترین رائے یہ ہو گی کہ حقیقی طور پر وہ معاشرے کو چیلنج نہیں کر تے اور اپنا طرز زندگی اختیار کرتے ہوئے توانائی کا رخ اصل ہدف (سماج) سے موڑ دیتے ہیں جو ساری انارکسٹ تحریک کا محور ہے۔

معاشرہ چھوڑنے کا ایک زیادہ تعمیری اور مستقل نوعیت کا طرز عمل، خود پر انحصار رکھنے والی ایک نئ کمیونٹی تشکیل دینا اور پھر معاشرے سے الگ ہونا ہے ۔بعض ادوار میں یہ ایک مقبول طریقہ رہا ہے مثال کے طور قرون وسطی کی مذہبی کمیونٹی میں اور دور حاضر کے بہت سارے دوسرے لوگوں خاص کر شمالی امریکہ اور فلسطین میں بھی کچھ گروہوں نے اس طرز زندگی کو اپنائے رکھا۔ انارکسٹ ماضی میں اس طرح کے رجحانات سے متاثر رہے ہیں لیکن دور حاضر میں بائیں بازو کے دیگر افراد کے ساتھ رابطوں کی

بنا پر اپنے غیر رسمی گروہ بنانے کی طرف مائل ہیں اور معاشرے سے الگ ہونے کی جگہ معاشرے میں رہتے ہوئے اپنا وجود برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسے نئے معاشرے کی تشکیل کے لیے پرانے معاشرے کے اندر نیو کلس کی نمو بھی کہہ سکتے ہیں یا اتھارٹی اور جبر کے تقاضوں سے بچنے کے لئے ایک ممکن پناہ گاہ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے جو دوسرے لوگوں کی نظر انتہا پسندی بھی نہیں ہوتی۔

جد وجہد کی ایک اور صورت یعنی دائمی احتجاج انارکی کے امکانات سے مایوسی کے باعث جنم لیتی ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق ریاست کی تباہی ، نظام کی تبدیلی اور اس کی جگہ انارکیت کے اطلاق کا کوئی امکان نہیں اور مستقبل بھی ان معنوں میں اہم نہیں کہ ایک منجمد آئیڈیل/ یوٹیوپیائی تصور کی تشریح کے لیے وقت ضائع کیا جائے ،سب سے اہم حال ہے ۔ایک تلخ صورتحال کی شناخت اور اس بدصورتی کے خلاف مستقل مزاحمت اہم ہے ۔دائمی احتجاج بہت سارے ایسے سابق انارکسٹوں کا نقطہ نظر ہے جنہوں نے ابھی تک اپنے نظریے کو خیرآباد نہیں کہا لیکن ان کو کامیابی کی امید بھی نہیں ۔ یہ کچھ فعال انارکسٹوں کا طریقہ بھی ہے جو ابھی اپنے نظریے کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اگے بھی
بڑ ھا رہے ہیں جیسے ابھی تک ان کو کامیابی کی امید ہو لیکن شعوری یا لاشعوری احساس بھی رکھتے ہوں کہ وہ کبھی بہتر صورت حال نہیں دیکھ پائیں گے ۔ گزشتہ صدی کی انارکسٹ جد وجہد کو اگر ایک سرسری نظر سے دیکھا جائے تو اسے مستقل احتجاج کا نام دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ دعوی کہ تبدیلی نہیں آئے گی اسی قدر رجعت پسندانہ ہے جیسے یہ دعوی کہ تبدیلی آ کر رہے گی۔ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ احتجاج کب موثر ہوگا اور اچانک حال مستقبل میں کب تبدیل ہو جائے گا۔ اصل فرق یہ ہے کہ دائمی احتجاج آخری دستے کا کامیڈی کی صورت میں ایک ردعمل ہے جبکہ انارکسٹوں کی زیادہ تر سرگرمی ایک ہراول دستے کا عمل تصور کیا جاتا ہے یا کسی جد وجہد میں سکاوٹس کا جو کبھی جیت نہیں سکتے اور جدوجہد بھی کبھی ختم نہیں ہوسکتی اور یہ ابھی لڑے جانے کے قابل ہے

اس لڑائی میں بہترین حربے وہ ہیں جو آزادی اور برابری کی لڑائی میں مجموعی حکمت عملی کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں۔ اپنی نجی زندگی میں گوریلا جھڑپوں سے لے کر ایک بڑی سماجی لڑائی میں صف آرائی تک ۔ انا رکسٹ ہمیشہ ایک مختصر اقلیت میں ہوتے ہیں۔ اس لئیے ایک میدان جنگ میں ہونے کے امکانات محدود رہیں گے لیکن میدان گرم ہونے کی صورت میں انہیں ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیے ۔عمومی طور پر وہ مواقع کامیاب ترین رہے ہیں جب بڑے پیمانے پر دائیں بازو کی تحریک میں انارکسٹ احتجاج انارکسٹوں کی شرکت کی وجہ بنا ۔ خاص کر مزدور تحریک میں ، جنگ مخالف تحریک میں ،فوج کے خلاف تیاری ،جنگ کرنے کی صورت میں ،امن تحریکوں کے دوران، مذہبی ممالک میں ملا

مخالف اور انسانیت پسندوں کے حق میں، فوجی یا نو آبادیاتی آزادی، نسلی اور جنسی برابری کے لیے ،قانونی اور جیلوں کی اصلاح کے لئے یا پھر سول آزادیوں کے لیئے انارکسٹوں کی جدوجہد بڑی اہم رہی ہے۔

عمومی طور پر اس طرح کی شرکت سے مراد دوسرے غیر انارکسٹ گروہوں کے ساتھ الائنس یا کچھ انارکسٹ اصولوں کی قربانی ہے۔ اس طرح کے معرکوں میں تن من کے ساتھ شرکت کرنے والے ساتھی ہمیشہ کے لئے انارکسٹ تحریک چھوڑنے کے خطرےسے دوچار رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کی کوششوں سے انکار فرقہ بندی اور بانجھ پن کو دعوت دیتا ہے، انار کی کی تحریک صرف اسی صورت میں موثر ہو سکتی ہے جب یہ اپنا مکمل کردار قبول کرئے ۔ اس طرح کی صورت میں انارکیت کی خدمت دو رخی ہوتی ہے۔ ایک آزاد معاشرے کی ضرورت پر اصرار اور دوسرے اسے حاصل کرنے کے لئے آزادی پسند طریقے پر اصرار کرنا۔اصل میں یہ ایک ہی خدمت ہے سب سے اہم نکتہ جو ہم نمایاں کر سکتے ہیں وہ یہ نہیں کہ مقاصد ذرائع کا جواز نہیں ہوتے بلکہ ذرائع ہی مقصد متعین کرتے ہیں۔ زیادہ تر صورتحال میں ذرائع ہی اصل مقصد ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اعمال کے بارے میں یقین رکھ سکتے ہیں لیکن ان کے نتائج کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

معاشرے کو انارکی کی طرف آگے بڑھانے کے لیئے ان خطوط پر انارکسٹوں کے لیے شرکت کا اچھا موقع ان تنظیموں اور تحریکوں کی شکل میں ہے ۔ برطانیہ میں کمیٹی آف ہنڈرڈ، 22 مارچ کی تحریک فرانس میں ،ایسی ڈی ایس جرمنی میں، پرووس ہالینڈ میں، زینگاکورین جاپان میں اور مختلف سول حقوق کی تحریکیں اور طلبہ کی تحریک امریکہ میں۔ ماضی میں انار کی کے لیئے ایک بامعنی تحریک کا موقع بلاشبہ مسلح سنڈیکلیت کی صورت میں فرانس ،اٹلی ،امریکہ اور سب سے بڑھ کر روس اور سپین کے انقلابات کی صورت میں رہا اور دور حاضر میں یہ مواقع ایشیا ، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے حاکمیت پسندانہ انقلابات میں نہیں ہیں جتنے زیادہ ہنگری 1956اور فرانس 1968 کے ہنگاموں میں میسر رہے ہیں اور برطانیہ میں جانے کب یہ موقع آئے گا۔